THE
SENATE OF PAKISTAN
DEBATES

OFFICIAL REPORT

Monday, February 24, 2014

(102 Session)

Volume III, No. 01

(Nos. 01-10)

Printed and Published by the Senate Secretariat, Islamabad.

Volume-III	SP.III (01)/2014
No.01	15

CONTENTS

		Pages
1.	Recitation from the Holy Quran…………	1
2.	Panel of Presiding Officers………………	2
3.	Leave of Absence………………………...	2
4.	Condolence Resolution on the sad demise of Ex-Senator Syed Faseih Iqbal (Late) and Fateha………………………………..	4
	• Senator Kamil Ali Agha………..	4
	• Senator Saeed Ghani……..……	5
	• Senator Abdul Nabi Bangash…..	6
	• Senator Mushahid Hussain Syed.	6
	• Senator Raja Muhammad Zafar-ul-Haq ………………………….	7
	• Senator Kalsoom Parveen………	8
	• Senator Mir Hasil Khan Bizenjo.	9
	• Senator Abdul Rauf…….………	10
	• Senator Farhatullah Babar……...	10
	• Senator Muhammad Talha Mehmood……………………..…	11
	• Senator Shirala Malik…..………	12
	• Senator Surriya Amiruddin….…	12
	• Senator Afrasiab Khattak……..…	13
	• Senator Aitzaz Ahsan…………...	14
5.	Legislative Business: Permission to introduce the Anti-Honor Killing Laws (Criminal Laws Amendments), Bill 2014 by Senator Syeda Sughra Imam…………	15
6.	Discussion on the Commenced Motion (Under Rule 218) moved by Senator Karim Ahmed Khawaja regarding Incident of Cyber Crimes………………..	16
	• Senator Karim Ahmed Khawaja..	17
	• Senator Mushahid Hussain Syed.	20
	• Senator Muhammad Talha Mehmood……………………….	22
	• Senator Farhatullah Babar…...…	23
	• Senator Aitzaz Ahsan……...……	24
	• Senator Raja Muhammad Zafar-ul-Haq………………………….	26

7. Discussion on the Commenced Motion (under Rule 218) regarding Incidents of Cyber Crimes conclude by Mr. Muhammad Baligh-ur-Rehman (Minister of State for Interior) …………………….. 29
8. Points of Order Regarding visit to Gwadar Port by Senate Defence Committee …….. 32
    - Senator Mushahid Hussain Syed. 32
    - Senator Mir Hasil Khan Bizenjo. 35
    - Senator Farhatullah Babar……... 35
    - Senator Sehar Kamran…..……… 37
    - Senator A Rehman Malik…..…… 39
    - Senator Abdul Rauf…..………… 41
    - Senator Sardar Ali Khan……..… 41
    - Senator Muhammad Talha Mehmood……………………… 43
    - Senator Haji Mohammad Adeel.. 43
    - Senator Humayyun Khan……… 45
    - Senator Malik Muhammad Rafique Rajwana……………….. 46
    - Senator Muhammad Mohsin Khan Leghari…………………... 48
    - Senator Abdul Haseeb Khan…… 49
    - Regarding redundancy of Parliament by Senator Mian Raza Rabbani…………………... 50
    - Regarding Terrorist Attack in Peshawar by Senator Afrasiab Khattak…………………………. 52
    - Regarding Development Fund by Senator Muhammad Talha Mehmood……………………… 53
9. Assurance by Senator Raja Muhammad Zafar-ul-Haq (Leader of the House regarding Policy Shift in Syria and regarding talks with Taliban……………... 54
10. Observation by Mr. Chairman Regarding Points of Order ………………………….. 55
11. Further Discussion on the Motion regarding Power Shortage in the Country and its effects on the economy by Senator Muhammad Talha Mehmood……….…… 56

SENATE OF PAKISTAN

SENATE DEBATES

Monday, February 24, 2014

The Senate of Pakistan met in the Senate Hall (Parliament House) Islamabad, at thirty five minutes past four in the evening with Mr. Chairman (Mr. Nayyer Hussain Bokhari) in the Chair.

Recitation from the Holy Quran

أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔

وَإِذَا جَآءَهُمْ أَمْرٌ مِّنَ الْأَمْنِ أَوِ الْخَوْفِ أَذَاعُوْا بِهٖ ۖ وَلَوْ رَدُّوْهُ إِلَى الرَّسُوْلِ وَإِلٰٓى أُولِي الْأَمْرِ مِنْهُمْ
لَعَلِمَهُ الَّذِيْنَ يَسْتَنْبِطُوْنَهٗ مِنْهُمْ ۗ وَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهٗ لَاتَّبَعْتُمُ الشَّيْطٰنَ
إِلَّا قَلِيْلًا۔ فَقَاتِلْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۚ لَا تُكَلَّفُ إِلَّا نَفْسَكَ وَحَرِّضِ الْمُؤْمِنِيْنَ ۚ عَسَى اللّٰهُ أَنْ
يَّكُفَّ بَأْسَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ۗ وَاللّٰهُ أَشَدُّ بَأْسًا وَّأَشَدُّ تَنْكِيْلًا۔ مَنْ يَّشْفَعْ شَفَاعَةً حَسَنَةً يَّكُنْ لَّهٗ
نَصِيْبٌ مِّنْهَا ۚ وَمَنْ يَّشْفَعْ شَفَاعَةً سَيِّئَةً يَّكُنْ لَّهٗ كِفْلٌ مِّنْهَا ۗ وَكَانَ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ
مُّقِيْتًا۔

ترجمہ: اور جب ان کے پاس امن یا خوف کی کوئی خبر پہنچتی ہے تو اسے مشہور کر دیتے ہیں اور اگر اس کو پیغمبر اور اپنے سرداروں کے پاس پہنچاتے تو تحقیق کرنے والے اس کی تحقیق کر لیتے۔ اور اگر تم پر اللہ کا فضل اور اس کی مہربانی نہ ہوتی تو چند اشخاص کے سوا سب شیطان کے پیرو ہو جاتے۔ تو (اے محمد ﷺ) تم اللہ کی راہ میں لڑو۔ تم اپنے سوا کسی کے ذمہ دار نہیں ہو اور مومنوں کو بھی ترغیب

دو۔ قریب ہے کہ اللہ کافروں کی لڑائی کو بند کر دے اور اللہ لڑائی کے اعتبار سے بہت سخت ہے اور سزا کے لحاظ سے بھی بہت سخت ہے۔ جو شخص نیک بات کی سفارش کرے تو اس کو اس (کے ثواب) میں سے حصہ ملے گا اور جو بری بات کی سفارش کرے اس کو اس کے عذاب میں سے حصہ ملے گا اور اللہ ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے۔

(سورۃ النسا آیات 83 تا 85)

جناب چیئرمین: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔

Panel of Presiding Officers

In pursuance of sub-Rule 1 of Rule 14 of the Rules of Procedure and Conduct of Business in the Senate, 2012, I nominate the following members in order of precedence to form a panel of Presiding Officers for the 102nd Session of the Senate of Pakistan.

1. Senator Syed Muzaffar Hussain Shah.
2. Senator Col. (R) Syed Tahir Hussain Mashhadi.
3. Senator Ahmed Hassan.

Leave of Absence

جناب چیئرمین: سردار فتح محمد محمد حسنی ذاتی مصروفیات کی بناء پر گزشتہ اجلاس کے دوران مورخہ 10 تا 12 فروری اجلاس میں شرکت نہیں کر سکے تھے۔ اس لیے انہوں نے ان تاریخوں کے لیے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا رخصت منظور ہے؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین: جناب عدنان خان صاحب ذاتی مصروفیات کی بناء پر گزشتہ اجلاس کے دوران مورخہ 12 تا 14 فروری اجلاس میں شرکت نہیں کر سکے تھے۔ اس لیے انہوں نے ان تاریخوں کے لیے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا رخصت منظور ہے؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین: جناب عثمان سیف اللہ خان صاحب ذاتی مصروفیات کی بناء پر گزشتہ اجلاس کے دوران مورخہ 17 فروری کو اجلاس میں شرکت نہیں کر سکے تھے۔ اس لیے انہوں نے اس تاریخ کے لیے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا رخصت منظور ہے؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین: جناب محمد یوسف بادینی صاحب ذاتی مصروفیات کی بناء پر گزشتہ اجلاس کے دوران مورخہ 10 تا 17 فروری اجلاس میں شرکت نہیں کر سکے تھے۔ اس لیے انہوں نے ان تاریخوں کے لیے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا رخصت منظور ہے؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین: جناب محمد یوسف صاحب ذاتی مصروفیات کی بناء پر گزشتہ اجلاس کے دوران مورخہ 17 فروری کو اجلاس میں شرکت نہیں کر سکے تھے۔ اس لیے انہوں نے اس تاریخ کے لیے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا رخصت منظور ہے؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین: جناب سعید غنی صاحب ذاتی مصروفیات کی بناء پر گزشتہ اجلاس کے دوران مورخہ 12 فروری کو اجلاس میں شرکت نہیں کر سکے تھے۔ اس لیے انہوں نے اس تاریخ کے لیے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا رخصت منظور ہے؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین: جناب الیاس احمد بلور صاحب نے ذاتی مصروفیات کی بناء پر حالیہ مکمل اجلاس کے لیے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا رخصت منظور ہے؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین: کرنل (ریٹائرڈ) سید طاہر حسین مشہدی صاحب نے ناسازی طبیعت کی بناء پر گزشتہ اجلاس کے دوران مورخہ13 تا 17 فروری اور آج موجودہ اجلاس میں24 فروری کے لیے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا رخصت منظور ہے؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین: جی کامل علی آغا صاحب۔

Condolence Resolution: On the Sad Demise of ex-Senator Syed Faseih Iqbal (Late)

Senator Kamil Ali Agha: Thank you Mr. Chairman. This House expresses its profound grief and shock on the sad demise of ex-Senator Syed Faseih Iqbal. Late Senator Syed Faseih Iqbal was a seasoned Parliamentarian. He remained Member of the Senate from the Province of Balochistan from1985 to 1994. He had been in the profession of journalism since 1954 and was a well-known journalist. He was Publisher and Chief Editor of "Daily Balochistan Times" and "Daily Zamana" Quetta and also remained President of all Pakistan Newspapers Society. He also served as Chairman Senate Standing Committees on Information and Broadcasting, Culture, Sports, Youth Affairs and Tourism and Women Development.

He played vital role in evolution of effective Committee System in Senate and took many affirmative steps for providing conducive environment for the Members.

He made useful contribution to the discussions in the Senate. Services rendered by him would long be remembered. His death will be deeply mourned and we all share the loss sustained by his family and friends.

We pray to Almighty Allah to shower His infinite blessings on the departed soul. May his soul rest in eternal peace and may Allah give his family strength and fortitude to bear this irreparable loss.

جناب چیئرمین: آپ اس پر بات بھی کرنا چاہتے ہیں، جی۔

سینیٹر کامل علی آغا: میں چاہوں گا کہ اس کے بعد جو دوست بات کرنا چاہ رہے ہیں، وہ بات کریں لیکن پہلے فاتحہ خوانی کی جائے اور ہماری بہن سینیٹر روبینہ خالد صاحبہ کی والدہ صاحبہ وفات پا گئی ہیں، ان کے لیے بھی فاتحہ خوانی کی جائے۔

جناب چیئرمین: جی سعید غنی صاحب۔

سینیٹر سعید غنی: جناب! میری یہ گزارش ہو گی کہ جب فاتحہ خوانی کی جائے تو اس میں حاجی عبدالرزاق صاحب کے لئے بھی دعا کی جائے جو ARY group کے بانی تھے، وہ ایک بہت ہی بڑے انسان تھے، ان کی اس ملک کے غریبوں اور down trodden لوگوں کے لیے بڑی خدمات ہیں، ان کے لیے بھی دعا کی جائے تا کہ اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت فرمائے۔

جناب چیئرمین: جی عبدالنبی بنگش صاحب۔

سینیٹر عبدالنبی بنگش: جناب چیئرمین! آپ کا شکریہ۔ میں چاہوں گا کہ ملک میں جو دہشت گردی کے واقعات ہوئے ہیں اور آپ نے دیکھا کہ کل کوہاٹ میں بھی دہشت گردی کا واقعہ ہوا ہے، ان واقعات کے شہداء کے لیے بھی فاتحہ خوانی کی جائے، آپ کی بڑی مہربانی۔

جناب چیئرمین: پہلے فاتحہ خوانی کی جائے، جی راجہ ظفر الحق صاحب! آپ فاتحہ خوانی کرائیں۔

Fateha

(اس موقع پر فاتحہ خوانی کی گئی)

جناب چیئرمین: جی قائد حزب اختلاف چوہدری اعتزاز صاحب۔

سینیٹر اعتزاز احسن: میں ذرا record کے لیے یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کیونکہ محترمہ سینیٹر روبینہ خالد صاحبہ کی والدہ فوت ہوئی ہیں جب ان کے لیے point out کیا گیا تھا، شاید وہ mike پر نہیں کیا گیا تھا تو ہم نے ان کی والدہ کے لیے بھی فاتحہ خوانی کی ہے۔

سینیٹر راجہ محمد ظفر الحق: ان کے لیے بھی فاتحہ خوانی کی گئی ہے۔

جناب چیئرمین: وہ بھی اس فاتحہ خوانی میں شامل ہیں۔ جی مشاہد حسین سید۔

Senator Mushahid Hussain Syed: I think we are paying befitting tribute to one of the top journalists this country has produced and sir, Syed Faseih Iqbal was personal friend of mine. When I joined journalism and became a Newspaper Editor at a young age, he was also acting as a senior journalist who started in 1954. He was acting as a mentor for lot of young journalists and young editors and there were two three things of his personality, his role and his contribution which I just want to highlight.

Number one is that he was among one of the very first Pakistani journalists who was also an elected Parliamentarian. He was elected from Balochistan as a Senator in 1985 and continued till 1994. So he also performed public service while being a journalist and while being a Parliamentarian and in both capacities his focus was on the public welfare.

Secondly, in Balochistan he played big role in promoting awareness on a number of issues through his journalism in the English language as well as in the Urdu language and he was also passionate to speak for rights of smaller provinces. Syed Faseih Iqbal was one of the foremost exponents of the rights of the smaller provinces, particularly, Balochistan.

The third important aspect was that he always talked of his vision for Balochistan, the rights of Balochistan within the framework of a Federal Pakistan, a Federal democratic pluralist Pakistan and I also had the pleasure of being his guest on a number of occasions. He was most gracious and very warm welcoming host, outstanding human being and outstanding journalist and a very good Parliamentarian the country has had and as he said rightly in his resolution an irreparable loss and we will certainly miss him very badly. Thank you.

جناب چیئرمین: جی قائد ایوان صاحب۔

سینیٹر راجہ محمد ظفرالحق: جناب! آپ کا شکریہ۔ میں فصیح اقبال صاحب کے ساتھ اس ایوان میں بھی رہا ہوں اور میں نے یہ محسوس کیا کہ وہ بلوچستان کی نمائندگی بڑے پرزور طریقے سے کرتے تھے لیکن اس کے ساتھ ساتھ ان کی جو سب سے زیادہ contribution تھی، وہ یہ تھی کہ انہوں نے ہمیشہ پاکستان کی بات کی۔ وہ حکومت اور اپوزیشن کے درمیان ایک bridge کا کام کرتے رہے ہیں، جیسا

یہاں پر کہا گیا ہے کہ وہ APNS and CPNE کے سر براہ رہے ہیں۔ اس سلسلے میں پورے ملک میں کہیں بھی journalists کو کوئی تکلیف یا کوئی problem ہوئی تو فصیح اقبال صاحب نے بنفس نفیس وہاں پر جا کر وہ تکلیف رفع کرنے کی کوشش کی اور ان کے ساتھ جو زیادتی ہوئی، اس کو ختم کرنے کی کوشش کی۔ ایک بہت ہی خوش اخلاق، مخلص اور انتہائی با اثر journalist تھے اور انہوں نے اس کو کبھی اپنی ذات کے لیے استعمال نہیں کیا۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ ایسے لوگوں کا معاشرے سے اٹھ جانا، بہت بڑا نقصان ہے، اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت فرمائے۔مجھے اپنی پشاور سے ممبر سینیٹر روبینہ خالد صاحبہ کی والدہ کی وفات پر بہت افسوس ہے، میں ان کی ساری فیملی کو اپنی فیملی سمجھتا تھا، ان کے والد سید ظفر علی شاہ صاحب خیبر پختونخوا میں صوبائی منسٹر بھی رہے، وہ نہ صرف مسلم لیگ میں تھے بلکہ وہ موتمر عالمی اسلامی پاکستان کے بھی سر براہ رہے۔روبینہ خالد صاحبہ کی سینیٹ میں contribution اور جو میرا ان کے ساتھ family relation ہے اس وجہ سے وہ میرے لیے قابل احترام ہیں۔ میں ان دونوں کے لیے بہت افسوس کا اظہار کرتا ہوں۔

جناب چیئرمین: کلثوم پروین صاحبہ۔

سینیٹر کلثوم پروین: شکریہ۔ جناب چیئرمین! میں اپنی پارٹی کی طرف سے سینیٹر فصیح اقبال صاحب، بہن روبینہ خالد کی والدہ صاحبہ اور ARY group کے بانی حاجی عبدالرزاق صاحب کے لیے انتہائی افسوس کا اظہار کرتی ہوں۔ سید فصیح اقبال صاحب وہ شخصیت ہیں کہ جن کو اپنا روحانی باپ، بھائی اور استاد مانتی ہوں۔مجھے معلوم ہے وہ اپنی ذات میں کیا تھے، وہ نو سال سینیٹر رہے، انہوں "The Balochistan Times" اور "زمانہ" اخبار نکالا، وہ بہت بڑے انسان تھے۔ میں اگر ان کی مثالیں دینے بیٹھوں تو شاید میرے دوسرے colleagues کو آج بولنے کا موقع نہ ملے۔ ان کی یادداشت ایک computer کی طرح تھی، وہ بلوچستان کے چپے چپے سے واقف تھے، وہ بلوچستان کے تمام سردار، نواب، خان اور even جو ان کے families میں رشتے دار تھے، ان کے بارے میں بھی معلومات رکھتے تھے کہ کس کی بہن کس کے گھر میں ہے، کون کب آیا، کس طرح بنا اور پاکستان کیسے بنا۔ وہ جب پاکستان کی بات کرتے تھے تو نہایت جذباتی ہوجاتے تھے، وہ کہتے تھے میرا زندہ رہنے کا ایک ہی مقصد ہے اور وہ ہے پاکستان اور پھر اس کے بعد میرا صوبہ بلوچستان، وہ کہتے تھے کہ مجھے یہ پہاڑ بہت خوبصورت لگتے ہیں، لوگوں کو کالے نظر آتے ہیں مگر مجھے پتا ہے کہ ان پہاڑوں میں کیا کچھ ہے، ان پہاڑوں میں جو کچھ ہے وہ

شاید کسی کو معلوم نہیں ہے۔ انہیں کئی awards ملے، انہیں Life achievement award بھی ملا۔ میں سمجھتی ہوں کہ انہوں نے اپنی زندگی میں جو کام کیا اس حوالے سے یہ سب کچھ بہت تھوڑا ہے۔

انہوں نے کئی خیراتی ادارے قائم کیے۔ میں آپ کو یہ بات بھی بتاتی چلوں کہ انہوں نے ساری زندگی شادی نہیں کی، انہوں نے اپنی تمام دولت غریب غرباء اور مساکین کے لیے وقف کر رکھی تھی، کئی بچوں کی تعلیم و پرورش کی، باہر ممالک کے سکولوں میں بھی معاونت کی۔مجھے ایک چیز کا بہت دکھ ہے کہ میں اور یوسف بادینی صاحب انہیں دیکھنے کے لیے کراچی گئے مگر افسوس کے جب ہم وہاں پہنچے تو وہ ICUمیں تھےاور ہماری ان سے آخری ملاقات نہ ہو سکی۔ اب وہ آخری ملاقات آخرت میں ہی ہو گی۔ میں ان کے لیے دعا گو ہوں۔

جناب چیئرمین: حاصل بزنجو صاحب۔

سینیٹر میر حاصل خان بزنجو: شکریہ۔ جناب چیئرمین! میں سینیٹر روبینہ خالد صاحبہ کی والدہ، حاجی عبدالرزاق صاحب اور سید فصیح اقبال صاحب کی وفات پر اظہار افسوس کرتا ہوں۔ کچھ کلمات فصیح اقبال صاحب کے حوالے سے عرض کرنا چاہوں گا کہ جب ہم formal journalism کی بات کرتے ہیں تو فصیح اقبال صاحب پہلے انسان ہیں جنہوں نے بلوچستان میںjournalism کو introduce کرایا، پاکستان بننے سے پہلے سے بلوچستان میں کسی اخباری نمائندے کا تصور نہیں تھا، اس زمانے میں یہ facilities نہیں تھیں جو کہ اب ہیں، نہ جہاز تھے، نہ airports تھےاور نہ سڑکیں تھیں۔ فصیح اقبال صاحب کوئٹہ سے گوادر تک اونٹوں پر ایک ایک گاؤں جاتے تھے، اس وقت وہاں کوئی اخبار نہیں نکلتا تھا، وہ وہاں کے حالات جمع کر کے لاہور میں چھپواتے تھے۔ بلوچستان کے حالات کے بارے میں فصیح اقبال صاحب کی وجہ سے پہلی مرتبہ دنیا کو معلوم ہوا کے وہاں کے کیا حالات ہیں۔ انہوں نے اپنی ساری زندگی journalismاور بلوچستان کو دی۔ان کا سب سے بڑا طرہ امتیاز یہ ہے کہ he was not a Baloch and not Pushtoon مگر انہوں نے بلوچستان کے case کو سینیٹ میں یا کسی بھی دوسرے forum پر بھرپور طریقے سے پیش کیا۔ میں سمجھتا ہوں کہ انہوں نے بلوچستان کے case کو جس طرح being non-Baloch fight کیا شاید کسی اور نے نہیں کیا۔ It is a big

lossمگر موت ایک ایسی چیز ہے کہ جسے نہ روکا جا سکتا ہے اور نہ اس سے انکار کیا جا سکتا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ انہیں جتنا بھی خراج تحسین پیش کیا جائے وہ کم ہے۔ شکریہ۔

جناب چیئرمین: عبدالرؤف صاحب۔

سینیٹر عبدالرؤف: شکریہ۔ جناب چیئرمین! آج ہم ایک ایسی شخصیت کے بارے میں محو گفتگو ہیں کہ جنہوں نے ہمارے صوبے بلوچستان کے مسائل کو اجاگر کیا۔ میں انہیں طالب علمی کے زمانے سے جانتا تھا، انہوں نے "زمانہ" اخبار اور "The Balochistan Times" نکالا، انہوں نے اپنی صحافت سے صوبے کے مسائل کو اجاگر کیا اور جیسے میری بہن نے بات کی کہ ہمیں اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہمارے صوبے میں جو قدرتی نعمتیں میسر ہیں، اس کے بارے میں انہوں نے اپنے اخبار کی کالموں میں لکھا، جس سے یہ مرکز اور دنیا کی سطح پر اجاگر ہوا کہ بلوچستان کے کیا مسائل ہیں۔ میں اپنے اس مایہ ناز صحافی سید فصیح اقبال صاحب، سینیٹر روبینہ خالد کی والدہ صاحبہ اور حاجی عبدالرزاق صاحب کے لیے دعا گو ہوں کہ اللہ تعالیٰ انہیں جوار رحمت میں جگہ دے۔ شکریہ۔

جناب چیئرمین: فرحت اللہ بابر:

سینیٹر فرحت اللہ بابر: بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ شکریہ۔ جناب چیئرمین! میں بھی سینیٹر فصیح اقبال صاحب، سینیٹر روبینہ خالد کی والدہ صاحبہ اور ARYکے بانی حاجی عبدالرزاق یعقوب صاحب کی وفات پر گہرے دکھ کا اظہار کرتا ہوں۔ فصیح اقبال صاحب کے ساتھ میری شناسائی، تعلق اور دوستی گزشتہ نصف صدی سے زیادہ پر محیط ہے۔ میں ان کے بارے میں صرف ایک بات کہوں گا کہ وہ بلوچستان میں صحافت کے بانی تھےاور آج اگر بلوچستان میں کس حد تک بھی صحافت ہے تو اس کی داغ بیل فصیح اقبال صاحب نے ڈالی تھی، وہpublisher، اخبار نویس، ایڈیٹراورparliamentarianتھے۔ اگر ایک جملے میں ان کی شخصیت کو بیان کیا جائے تو میں یہ کہوں گا کہ اگرچہ فصیح اقبال کی گاڑی پر جھنڈا نہیں تھا لیکن ان کا مقام اور مرتبہ ان کئی لوگوں سے بڑھ کر ہے کہ جن کی گاڑیوں پر جھنڈے ہوتے ہیں۔

سینیٹر روبینہ خالد کی والدہ پشاور کے ایک مشہور صنعتکاراور سیاستدان ظفرعلی شاہ کی بیوہ تھیں، ظفر علی شاہ صاحب اور ان کے بڑے بھائی بہت ہی بڑے محب وطن تھے۔ ARYکے بانی حاجی عبدالرزاق یعقوب صاحب انتہائی شریف اور ملنسار شخص تھے، electronic mediaمیں ان کی بڑی contributionہے۔ میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان تینوں کو جوار رحمت میں جگہ دے۔ شکریہ۔

جناب چیئرمین: طلحہ محمود صاحب۔

سینیٹر محمد طلحہ محمود: شکریہ جناب چیئرمین! آپ نے مجھے موقع دیا۔ میں سب سے پہلے سینیٹر فصیح اقبال صاحب ، سینیٹر روبینہ خالد صاحبہ کی والدہ محترمہ اور حاجی عبدالرزاق یعقوب جو کہ ARY گروپ کے بانی تھے ان کے لیے میں دلی تعزیت پیش کرتا ہوں اور دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ ان کو جوار رحمت میں جگہ دے۔ سینیٹر فصیح اقبال صاحب سے میری کوئی بہت زیادہ ملاقاتیں نہیں رہیں لیکن جو میری مختصر سی ملاقاتیں رہی ہیں ان میں ، میں نے ان کو ہمیشہ ایک بڑا ہی نفیس ، بڑا خوش اخلاق انسان پایا۔ ایک اور بات جس کا یہاں پر ذکر نہیں ہوا میں اس کے حوالے سے بات کروں کہ جس حوالے سے میری ان سے ملاقاتیں رہی ہیں وہ یہ کہ انہوں نے سابقہ سینیٹروں کے حوالے سے جو کام کیا۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس حوالے سے ان کی contribution انتہائی اہم ہے۔ میں ان کو بڑی قدر کی نگاہ سے دیکھتا ہوں اور جناب حاجی عبدالرزاق یعقوب صاحب ،ان کی میڈیا کے حوالے سے بہت بڑی contribution ہےاور آج میڈیا پچھلے کچھ عرصے میں جتنا آگے بڑھا میں سمجھتا ہوں کہ اس میں حاجی عبدالرزاق صاحب کی بڑی خدمات ہیں۔ جس انداز میں انہوں نے اپنے چینل کو فروغ دیا اور اس کے اندر اپنی in putڈالی، میں اس کو بڑی قدر کی نگاہ سے دیکھتا ہوں۔ میری ان سے دبئی میں ملاقاتیں رہی ہیں، وہ بڑے نفیس انسان تھے،اور شفقت والے بزرگ تھے۔ مجھے دلی طور پر ان کا بڑا احترام ہے۔ رب العزت ان سب کو اور خاص طور پر سینیٹر روبینہ خالد صاحبہ کی والدہ ، ان سب کو جوار رحمت میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے اور تمام پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ شکریہ۔

جناب چیئرمین: شیرالہ ملک صاحبہ۔

سینیٹر شیری رحمٰن ملک: شکریہ جناب چیئرمین۔ اپنے ساتھیوں کی طرح میں بھی اپنی پارٹی کی طرف سے اس تعزیت میں شامل ہونا چاہتی ہوں۔ سب سے پہلے تو سینیٹر فصیح اقبال صاحب کے بارے میں کہوں گی کہ ان کے بارے میں اتنی اچھی اچھی باتیں کی گئیں ان کی شخصیت پر روشنی ڈالی گئی۔ ایسے لوگ جب دنیا سے چلے جاتے ہیں تو ایک خلا پیدا ہو جاتا ہے اور بہت کم ایسا ہوتا ہے کہ وہ خلا پورا ہوسکے۔ میں اس حوالے سے ان کے لیے تعزیت پیش کرتی ہوں۔ ARY کے بانی چیئرمین حاجی عبدالرزاق یعقوب کے بارے میں ، میں نے بہت کچھ سنا اور دیکھا بھی ہے۔ وہ بہت ہی مخیر شخصیت تھے۔ انہوں نے بہت سارے فلاحی کام کیے۔ ان کا ٹی وی چینل بہت ہی مشہور ہے اور چل بھی رہا ہے۔ ان کے خاندان سے بھی دلی تعزیت کرتی ہوں۔ اس کے بعد ہماری ساتھی سینیٹر روبینہ خالد صاحبہ کی والدہ کا اچانک انتقال ہوا اور جب یہ خبر ملی تو مجھے دلی صدمہ ہوا۔ رب العزت ان سب کو جوار رحمت میں جگہ عطا فرمائے اور لواحقین کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ میری طرف سے ان سب لوگوں کو اور تمام شہداء جو اب تک گزر چکے ہیں ان سب کے لیے میں تعزیت کرتی ہوں۔ شکریہ۔

جناب چیئرمین: ثریا امیرالدین صاحبہ۔

سینیٹر ثریا امیرالدین: شکریہ۔ جناب چیئرمین! میں سب سے پہلے فصیح اقبال صاحب کے بارے میں بتانا چاہوں گی کہ وہ ہمارے بلوچستان کی مایہ ناز شخصیت تھے۔ ان پر اہل بلوچستان جتنا بھی فخر کریں وہ کم ہے۔ ہمارے لیے وہ ایک چمکتا ہوا ستارہ تھے جنہوں نے بلوچستان کے مسائل اپنے اخباروں میں بیان کیے ، لوگوں سے بیان کیے۔ میری اور میرے خاوند کی ان سے بڑی دوستی تھی اور وہ جب بھی کبھی یہاں اسلام آباد آتے تھے تو کہتے تھے کہ ثریا ہمارے پاس امیرالدین کی نشانی ہے۔ وہ سب کو اتنا پیار اور محبت دیتے تھے کہ ہم سب بلوچستان والے ان کے لیے غمزدہ ہیں۔ ہم دعا کرتے ہیں کہ رب العزت ان کو جوار رحمت میں جگہ عطا فرمائے۔ وہ اچھے انسان تھے ، مخلص تھے ، غریبوں کی مدد کرتے تھے اور ہر ایک کے کام آتے تھے۔ میں بلوچستان سے پیپلز پارٹی کی سیکرٹری اطلاعات ہوں اور میری جتنی بھی خبریں ہوتی تھیں وہ ان کے اخبار میں ہمیشہ چھپتی تھیں۔ کبھی ایسا نہیں ہوا کہ میں نے خبر بھیجی ہو اور انہوں نے چھاپی نہ ہو بلکہ لوگ مذاق کرتے تھے کہ تم اپنے میاں کے تعلقات کا فائدہ اٹھاتی ہو کہ فصیح تمہاری ساری خبریں چھاپتا ہے۔ یہ میری پارٹی پر اور مجھ پر ان کی مہربانی اور ان کا احسان تھا کہ

ان کے اخباروں میں ہمیشہ پیپلز پارٹی کے لیے لکھا جاتا رہا۔ وہ ایک اچھے journalist بھی تھے ، وہ سینیٹر تھے ، وہ ایک اچھے انسان تھے۔ بلوچستان والے صدیوں ان کو یاد رکھیں گے۔روبینہ خالد جو ہماری دوست اور سینیٹر ہیں ان کی والدہ کی ناگہانی وفات کا سن کر مجھے بڑا رونا آیا وہ اس لیے کہ مائیں بیٹیوں کے لیے بڑا سہارا ہوتی ہیں۔ جب وہ سہارا چھن جائے تو بیٹیاں اپنے آپ کو تنہا محسوس کرتی ہیں۔ ہم روبینہ خالد کے غم میں برابر کے شریک ہیں۔میں دعا کرتی ہوں کہ اللہ تعالیٰ ان کی والدہ ماجدہ کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے اور سب بہن بھائیوں کو صبر جمیل عطا فرمائے ۔ARY کے بانی حاجی عبدالرزاق یعقوب صاحب مرحوم سے میری کبھی ملاقات نہیں ہوئی لیکن میں ان کے لیے بھی دعائے مغفرت کرتی ہوں اور ان کے خاندان سے دلی تعزیت کرتی ہوں۔شکریہ۔

جناب چیئرمین: اعتزاز صاحب! افراسیاب خٹک صاحب بات کرلیں تو اس کے بعد آپ کرلیں۔ جی افراسیاب خٹک صاحب۔

سینیٹر افراسیاب خٹک:شکریہ۔جناب چیئرمین! میں بھی عوامی نیشنل پارٹی کی طرف سے سینیٹر فصیح اقبال صاحب کے انتقال پر تعزیت کا اظہار کرنا چاہتا ہوں ۔فصیح اقبال صاحب کے بارے میں جو باتیں کہی گئی ہیں، میں سمجھتا ہوں کہ وہ اس کے مستحق تھے۔انہوں نے ایسے وقت میں صوبائی خودمختاری کی بات کی جب یہاں پر صوبائی خود مختاری کا مطالبہ غداری سمجھا جاتا تھا لیکن انہوں نے بڑی بہادری اور جرات سے صوبائی مسائل اٹھائے اور پاکستان کی فیڈریشن کو مضبوط بنانے میں اپنا کردار ادا کیا۔ ان سے ہماری آخری ملاقات گزشتہ دنوں اس میٹنگ میں ہوئی تھی جوآپ نے بلائی تھی۔ سینیٹ کی کارکردگی کو بڑھانے کے حوالے سے سابقہ اور موجودہ سینیٹروں کی جو میٹنگ تھی۔ انہوں نے جس دلچسپی کا اظہار اس میٹنگ میں کیا اس سے پتا چلتا تھا کہ سینیٹ سے ان کی وابستگی کتنی گہری ہے۔میں سمجھتا ہوں کہ ان کی وفات پورے ملک کے لیے ایک نقصان ہے اور ان کو ان خدمات کے عوض مدتوں یاد رکھا جائے گا جو انہوں نے اپنے وطن اور اس کے عوام کے لیے سرانجام دی ہیں۔اسی طرح ARY کے جو بانی حاجی عبدالرزاق یعقوب انہوں نے ایسے وقت میں اپنے چینل کی بنیاد ڈالی جب پرائیویٹ چینلوں کی شروعات تھی۔ انہوں نے اس میدان میں کافی کردار ادا کیا۔ میں سمجھتا ہوں کہ آج ہمارے ہاں جو آزادی صحافت ہے ان کی کوششوں سے ارتقا کرتے ہوئے آج اس مقام پر پہنچے ہیں ۔ان کی بھی بڑی خدمات ہیں۔ میں ان کے لیے تعزیت کا اظہار کرتا ہوں۔ہمارے ساتھی سینیٹر روبینہ خالد

صاحبہ کی والدہ صاحبہ کے انتقال پر گہرے دکھ کا اظہار کرتا ہوں اور ان کے خاندان کے لیے صبر جمیل کی دعا کرتا ہوں ۔ اسی طرح سے دہشت گردی کی وجہ سے کراچی ، کوہاٹ اور ملک کے دوسرے علاقوں میں جو ہمارے لوگ شہید ہوئے ہیں ، عوامی نیشنل پارٹی کے کارکن اور عہدیدار شہید ہوئے ان سب کے لیے دعائے مغفرت کرتا ہوں۔اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں کہ ہمارے ملک میں امن ہو اور جو دہشت گردی اور لاقانونیت کا طوفان ہے اس کو روکنے میں پاکستانی عوام جو کوششیں کررہے ہیں اس کی کامیابی کے لیے بھی دعا گو ہوں۔ شکریہ۔

جناب چیئرمین: جناب اعتزاز احسن صاحب۔

سینیٹر چوہدری اعتزاز احسن(قائد حزب اختلاف):شکریہ۔ جناب چیئرمین! محترمہ روبینہ خالد صاحبہ ہماری colleague ہیں ان کی والدہ قضاء الٰہی سے وفات پاگئیں جس کا سب کو دکھ ہے۔ ہم سب ان کے غم میں برابر کے شریک ہیں۔میں ایوان کو یہ بتانا چاہتا ہوں کہ ان کے والد کے بارے میں راجہ صاحب نے بات کی ہے۔ سینیٹر روبینہ خالد کے بھائی، ظاہر شاہ صاحب، ہماری پاکستان پیپلز پارٹی کے بڑے ہی معتبر اور پرانے قائد، لیڈر اور رہنما ہیں، ان کے دکھ اور سوگ میں ہم بھی ان کے ساتھ، برابر کے شریک ہیں۔

سینیٹر فصیح اقبال صاحب مرحوم کے ساتھ میرا واسطہ پڑتا رہا۔ 1988 میں جب پاکستان پیپلز پارٹی کی حکومت بنی تو اسی ہاؤس میں ایک بڑا انوکھا سا معاملہ تھا۔ پہلا سینیٹ جو ضیاءالحق کے مارشل لا کے دوران 1985 میں معرضِ وجود میں آیا تھا، اس کا تسلسل چل رہا تھا۔ پاکستان پیپلز پارٹی اور ایم۔آر۔ڈی کی دیگر جماعتوں نے چونکہ اس الیکشن کا بائیکاٹ کیا تھا، اس لیے ہمارا کوئی ممبر ہی نہیں تھا۔ جب 1988 میں ہماری حکومت بنی تو ہم قومی اسمبلی میں ایک مخلوط حکومت کے طور پر اکثریتی جماعت تھے۔ اس ہاؤس میں اس وقت کل ممبر 87 ہوتے تھے، ان میں ہمارے صرف 3 ممبر تھے۔ جناب یحییٰ بختیار صاحب مرحوم، قائدِ ایوان منتخب ہوئے۔ ان کا تعلق بھی بلوچستان سے تھا لیکن پاکستان پیپلز پارٹی/ حکومتی پارٹی کے اس ہاؤس میں صرف 3 ممبر تھے۔ ہمیں قانون سازی اور دیگر معاملات میں بڑی مشکل پیش آتی تھی۔ میں اس حکومت میں وزیر تھا، میں قومی اسمبلی کا ممبر تھا لیکن وزیر تھا تو مجھے اس ہاؤس میں آنے کا شرف حاصل ہوتا رہتا تھا۔ اس وقت فصیح اقبال صاحب ایک ایسے شخص

تھے جو اس دشواری کو سمجھتے ہوئے، ہمیشہ پل کا کردار ادا کرتے تھے۔ وہ ہمارے لیے اپوزیشن کے ساتھ رابطے قائم کرنے میں معاون ہوتے تھے، اور پارلیمانی انداز سے، کسی خفیہ طریقے سے نہیں۔ وہ جو بات بھی کرتے تھے سرِعام کرتے تھے۔

وہ ایک درمیانہ راستہ اختیار کرتے تھے اور میانہ روی کے بےحد قائل تھے اور چاہتے تھے کہ یہ پارلیمان کبھی کسی جمود کا شکار نہ ہوجائے اور پھنس نہ جائے۔ ان کی اس روش سے ہم اس وقت آگاہ ہوئے۔ ان کی روش تھی میانہ روی کی، بھائی چارے کی اور ہر ایک کو ساتھ لے کر چلنے کی۔ ان کی جستجو ہوتی تھی کہ فریقین میں کسی نہ کسی انداز سے کوئی ایسا راستہ نکل آئے کہ دونوں کے لیے قابلِ قبول ہو۔ وہ ایک، پنجابی میں جس کو کہتے ہیں، 'پریا' کے آدمی تھے۔ وہ 'پریا' کے اصولوں پر چلنا جانتے تھے اور ان کا ذہن جمہوری تھا۔

جناب چیئرمین! ہم نے جو فاتحہ خوانی کی ہے، شہداء کے لیے بھی کرتے ہیں۔ میرے جذبات سارے ہاؤس کی طرح ان کے وارثین کے ساتھ ہیں۔ میں بھی ان کے لیے اگلے جہان میں اعلیٰ مقام کے لیے دعا گو ہوں۔ شکریہ۔

Mr. Chairman: The condolence resolution moved by Kamil Ali Agha stands passed unanimously.

We may now take up item No.2. Syed Sughra Imam may move the item.

Legislative Business: Introduction of the Anti−Honour Killing Laws (Criminal Laws Amendment) Bill, 2014 by Senator Syeda Sughra Imam

Senator Syeda Sughra Imam: Thank you Mr. Chairman. I beg to move for leave to introduce a Bill further to amend the Pakistan Penal Code, 1860 and the Code of Criminal Procedure, 1898 [The Anti−Honour Killings Laws (Criminal Laws Amendment) Bill, 2014.

Mr. Chairman: Is it opposed?

Senator Raja Muhammad Zafar-ul-Haq: It may be sent to the Committee.

Mr. Chairman: I now put this motion before the House.

(The motion was carried)

Mr. Chairman: Motion is carried, therefore, leave to introduce the Bill is granted. Syeda Sughra Imam may move item No.3.

Senator Syeda Sughra Imam: Thank you Mr. Chairman. I beg to introduce the Bill further to amend the Pakistan Penal Code, 1860 and the Code of Criminal Procedure, 1898 [The Anti-Honour Killings Laws (Criminal Laws Amendment) Bill, 2014.

Mr. Chairman: The Bill as introduced stands referred to the Standing Committee concerned.

There is a commenced business. Ch. Aitzaz Ahsen, would you like to take item No.6 first regarding discussion on privatization policy or we may take up motions on item No. 4 and 5.

سینیٹر اعتزاز احسن: کریم خواجہ صاحب کو موقع دے دیں۔

Discussion on the Commenced Motion (Under Rule 218) moved by Senator Karim Ahmed Khawaja regarding Incidents of Cyber Crimes

Mr. Chairman: We may now take up item No.4 regarding discussion on the following motion moved by Mr. Karim Ahmed Khawaja on 17th February, 2014:

> "The House may discuss the incidents of Cyber Crimes in the country and the steps being taken by the Government to control the same."

سینیٹر کریم احمد خواجہ: بہت شکریہ چیئرمین صاحب۔ آج جس موضوع پر میں discuss کرنا چاہ رہا ہوں وہ سائبر کرائمز کا issue ہے۔ انٹرنیٹ اور کمپیوٹر سسٹم آنے کے بعد یہ crimes ساری دنیا میں commit ہونا شروع ہوئے۔ پاکستان میں آج سے کچھ سال پہلے تک ان کی تعداد بہت کم تھی لیکن اب جو latest figures میرے پاس ہیں، ان کے مطابق پورے پاکستان میں اس وقت تقریباً سات سے دس ہزار تک اس طرح کے crimes کے حوالے سے applications ایف۔آئی۔اے کے پاس پہنچ چکی ہیں۔

جناب! میں آپ کے توسط سے یہ بتانا چاہوں گا کہ سائبر کرائمز میں بہت سی چیزیں آتی ہیں، مثلاً:

1. Criminal crimes
2. Cyber pornography
3. E-mail spoofing
4. Cyber forgery
5. Financial crimes
6. Virus worm attacks
7. Internet time thief
8. Credit card frauds
9. ATM frauds
10. Mobile communication
11. Pornography internet
12. Interpol cases.

جناب! بہت سی ایسی چیزیں ہیں جو ابھی surface پر آرہی ہیں۔ ہمارے پاس انٹرنیٹ بینکنگ اور کریڈٹ کارڈز شروع ہوگئے ہیں اور اس کے ساتھ frauds بہت زیادہ بڑھ رہے ہیں۔ مختلف چیزیں سامنے آرہی ہیں اور اب جو بات سب سے بڑھ کر ہے، وہ یہ ہے کہ future کی wars سائبر کے حوالے سے ہوں گی۔ جس طرح یوکرائن کے تمام سسٹم کو روس نے روک دیا اور یوکرائن کو شکست کا سامنا کرنا پڑا۔ اسی طرح آج کل ویسٹ میں ان چیزوں پر کام ہورہا ہے۔ ابھی بی بی سی کی latest رپورٹ یہ ہے کہ یورپین یونین نے decide کیا ہے کہ telecom and internet security protection کو restructure کریں گے کیونکہ United States کی انٹیلی جنس ایجنسیوں نے surveillance کی اور حکومتی اہلکاروں کے سیل فونز، ٹیکسٹ میسجز، ای۔میل اور انٹرنیٹ سے انفارمیشن لی۔

جناب! اب مسئلہ یہ ہے کہ بدقسمتی سے ہمارے پاس پاکستان میں 2007 کے بعد کوئی law نہیں آیا۔ 08–2007 کے دوران ایک قانون آیا تھا جو کہ 2010 میں lapse ہوگیا۔ ابھی وہ قانون pipeline میں پڑا ہے اور ہم اب G3 اور G4 خریدنے جارہے ہیں جبکہ crime بھی بہت بڑھتا جارہا ہے۔ اب مسئلہ یہ ہے کہ پاکستان کے اکثر و بیشتر عوام کو ان معاملات کا پتا نہیں ہے، مجھے بھی آج سے کچھ ماہ پہلے تک پتا نہیں تھا، پھر اس کے متعلق میں نے بہت کوشش کی، ادھر اُدھر سے معلومات حاصل کیں، ایف۔آئی۔اے کے لوگوں سے ملاقات کی۔ حالت یہ ہے کہ اگر کوئی crime سرگودھا میں ہوتا ہے، اگر کوئی crime ٹنڈو محمد خان میں ہوتا ہے یا پاکستان کی کسی بھی جگہ پر ہوتا ہے، لوگوں کو یہ پتا نہیں کہ وہ کس کے پاس جائیں۔ یہ بات میں تنقیدی طور پر نہیں کہہ رہا۔ ہمارے bureaucrats کو نہیں پتا، ہماری judiciary کو نہیں پتا، عوام کو نہیں پتا کہ کس کے پاس جانا ہے؟ اس کے لیے ابھی تک legislation نہیں ہوئی ہے، اس لیے legislation ہونی چاہیے اور legislation کرتے وقت، ساری دنیا میں جو latest چیزیں آرہی ہیں، ان کے لیے ہمیں امریکہ، یورپ، ہندوستان کو بھی دیکھنا چاہیے اور اس حوالے سے legislation کرنی چاہیے۔ میں نے 2012 کا جو Bill متعارف کیا ہے اس میں یہ چیزیں نہیں ہیں۔

جناب چیئرمین! حکومت کی طرف سے awareness ہونی چاہیے کہ PTV and private channels پر ہر پندرہ دنوں یا مہینے بعد عوام کو بتایا جائے اگر اس طرح کے crimes ہو

رہے ہیں تو وہ FIA کے پاس جائیں۔ جناب والا! from upper to lower judiciary کسی کو اس کے متعلق نہیں پتا، ان کے لیے Ministry of Law کو refresher courses کروانے چاہییں۔ ہماری صوبائی حکومتوں اور وفاقی حکومت کے bureaucrats کے لیے بھی کوئی mechanism ہونا چاہیے۔ ہماری Armed Forces کو بھی ان چیزوں کے بارے میں اور اس کے قانون کے بارے میں اعتماد میں لینا چاہیے کیونکہ ہمارے لیے مستقبل میں بڑے issues ہو سکتے ہیں، ہمارے defence کے system jam ہو سکتے ہیں کیونکہ اب future میں cyber wars ہیں۔

جناب چیئرمین! FIA cyber crimes کو deal کرتا ہے اور وہ پاکستان میں صرف چار صوبوں میں ہے، وہ district level پر نہیں ہے۔ ان کے پاس اتنے Inspectors نہیں ہیں، صوبائی سطح پر cyber crimes کے لیے Cyber Crime Unit کے لیے Deputy Director ہوتا ہے اور وہ transfer ہوتا رہتا ہے۔ Inspectors لوگوں کو arrest کرتے ہیں اور انہوں نے technical staff رکھا ہوا ہے جنہیں یہ hire کرتے ہیں یا ان کو رکھنے کا کوئی mechanism بنایا گیا ہے، وہ بہت کم ہیں۔ سارا کام وہ کرتے ہیں جبکہ ان Director, Deputy Directors and Inspectors کی transfer ہو جاتی ہے۔ اس لیے ان کے بارے میں بھی ہمیں کچھ سوچنا پڑے گا کہ اس کے لیے ایک الگ force ہو جو expert بھی ہو، اس میں Deputy Directors and Inspectors اسی شعبے سے ہوں اور وہ transferable نہ ہوں چونکہ FIA سے ایک Director or Deputy Director زیادہ سے زیادہ چھ مہینے، ایک سال یا دو سال کے لیے آتا ہے اور اس کے بعد وہ transfer ہو جاتا ہے۔ پاکستان ان سب چیزوں میں بہت پیچھے ہے اور ابھی تک law making نہیں ہوئی ہے، ابھی تک اس کی awareness نہیں آئی۔ وفاقی حکومت اس کے لیے district level تک Inspectors and Experts مقرر کرے کیونکہ میں سمجھتا ہوں کہ اس وقت پاکستان میں دس سے پندرہ ہزار لوگوں کو ان کی ضرورت ہے جبکہ ان کے پاس صرف divisional level تک ہیں۔ مثال کے طور پر اگر بارہ کھو میں social media کے حوالے سے کوئی fraud ہوتا ہے تو متعلقہ آدمی کو اسلام آباد آنا پڑے گا، اگر اس حوالے سے کوئی crime سرگودھا یا ڈی جی خان میں ہوتا ہے تو اسے لاہور جانا پڑے گا، ٹنڈو محمد خان یا میرپور خاص میں اس طرح کا کوئی جرم ہوتا ہے تو متعلقہ آدمی کو کراچی جانا پڑے گا، اسی طرح خیبر ایجنسی میں کوئی واقع ہوتا ہے تو اسے پشاور جانا پڑے گا، یہ issues اپنی جگہ پر ہیں، لوگوں کو پتا نہیں ہیں اور وہ

blackmail ہو رہے ہیں۔ میں آپ کو ہندوستان کے بارے میں خصوصی طور پر بتانا چاہتا ہوں کہ وہاں انہی crimes کی وجہ سے ہر سال پچاس ہزار خواتین suicide کر رہی ہیں۔ پاکستان میں یہ چیز rise ہو رہی ہے، پاکستان میں اس وقت کروڑوں موبائل فون آ گئے ہیں اور ان سے communication ہو رہی ہے، اس طرح یہ issues سامنے آ رہے ہیں۔ اس پر ابھی تک حکومت کی طرف سے کوئی قانون سازی نہیں ہوئی ہے۔

جناب چیئرمین! FIA اچھا ادارہ ہے لیکن انہیں training لینے کے لیے یورپ اور امریکہ جانا پڑے گا۔ انہیں equipments لینے پڑیں گے۔ اگر facebook پر کوئی crime ہوتا ہے تو FIA کوشش کرتی ہے، جب ان سے یہ مسئلہ حل نہیں ہوتا تو وہ facebook کو امریکہ میں لکھ کر بھیجتے ہیں اور وہ ایک یا ڈیڑھ مہینے بعد انہیں بتاتے ہیں کہ یہ crime یہاں ہوا ہے، اس لیے ہم بہت پیچھے ہیں۔ اب تک FIA کے پاس دس ہزار کے قریب register complaints ہو چکی ہیں، اس میں بھی ایک complicated process ہے، وہ اسے دیکھتے ہیں، پھر judges کے پاس جاتے ہیں اور پھر prosecution ہوتی ہے، جج صاحبان بہت اچھے ہیں لیکن انہیں اس field کے بارے میں کچھ پتا نہیں ہے، اس لیے ان کے لیے refresher courses ضروری ہیں۔ اس کے بارے میں پولیس کو بھی proper معلوم نہیں ہے، کبھی وہ judiciary cases میں جاتے ہیں اور پھر وہ کہیں اور refer ہو جاتے ہیں۔ اس لیے حکومت کو اس کے بارے میں سوچنا چاہیے کیونکہ future میں اس چیز کو face کرنے کے لیے ہمیں تیار رہنا چاہیے، ہماری defence establishment کو تیار رہنا چاہیے۔ شکریہ۔

جناب چیئرمین: مشاہد حسین سید صاحب۔

سینیٹر مشاہد حسین سید: جناب چیئرمین! میں سب سے پہلے کریم احمد خواجہ صاحب کو مبارکباد دیتا ہوں کہ انہوں نے بہت اہم مسئلے پر توجہ دلائی ہے۔ اب cyber crime کا مسئلہ نہیں رہا کیونکہ اب cyber دہشت گردی بھی شروع ہو گئی ہے اور cyber جنگیں بھی ہو رہی ہیں۔ ابھی حال ہی میں ہم ایران کا ایک اچھا دورہ کر کے آئے ہیں۔ ایران اور امریکہ کی cyber جنگ ہو رہی ہے، چین اور امریکہ کی جنگ ہو رہی ہے اور اب اس سلسلے میں cyber دہشت گردی کا مسئلہ بھی ہو گیا ہے کیونکہ ایران کے nuclear programme پر امریکہ اور اسرائیل کی طرف سے حملے ہو رہے ہیں، وہ بھی ایک طرح

سے cyber دہشت گردی ہے۔ آپ کو یاد ہوگا کہ پچھلے سال مئی میں ایک report آئی تھی کہ National Security Agency امریکہ کا جاسوسی ادارہ ہے جو telephone and internet کی electric surveillance کرتا ہے، اس کے مطابق جاسوسی میں number one country Pakistan ہے، اس کے بعد ایران اور پھر چین ہے۔ Senate Defence Committee نے PIPS میں ایک policy seminar منعقد کیا، ہم نے experts کو بلایا، اس میں public sector کے experts بھی تھے اور private sector کے experts بھی تھے، ہم نے ایک Cyber Security Task Force بنائی اور اس حوالے سے تجاویز بھی دیں۔ اس میں کچھ تجاویز ہمارے اپنے حوالے سے ہیں کہ legislation ہونی چاہیے جیسے کریم احمد خواجہ صاحب نے فرمایا۔ اس کے علاوہ ہم سمجھتے ہیں کہ مسلح افواج کا بھی focus ہونا چاہیے۔ میں National Defence University پڑھاتا ہوں، وہاں کئی جرنیل میرے students ہیں، مجھے ان کی طرف سے کئی emails آتی ہیں جو hotmail, yahoo or gmail میں آتی ہیں۔ ہمارے پاس اپنا کوئی server نہیں ہے، ہماری emails نہیں ہیں۔ اب یہ prove ہوگیا کہ Americans gmail, yahoo and google کو intercept کر رہے ہیں۔ میں نے یہ بھی propose کیا تھا اور یہ چیز امریکہ میں بھی ہے کہ ایک Inter Services Cyber Command ہونی چاہیے جس میں تینوں Armed Forces, nuclear programme and intelligence establishment شامل ہوں۔ امریکہ میں Inter Services Cyber Command کے تیس ہزار لوگ ہیں۔ انہوں نے cyber issue پر باقاعدہ ایک Command بنا دی ہے۔

جناب چیئرمین! اس کے بارے میں دوسرا اہم issue awareness کا ہے۔ ہمارے ہاں اس وقت حکومتی سطح پر کوئی coordination نہیں ہے۔ Ministry of IT ایک کام کر رہی ہے، security ادارے اپنا کام کر رہے ہیں لیکن ایک جامع مشترکہ پالیسی نہیں بن سکی۔ اس کے لیے ہماری بھی کوششیں ہیں، حال ہی میں ہم نے ایک اور سیمینار بھی کیا تھا اور یہ میڈیا کے حضرات کے لیے بہت اہم ہے کیونکہ اب یہ cyber issues آرہے ہیں۔ آپ کو پتا چلا ہوگا کہ دہشت گردی کے حوالے سے کہ facebook استعمال ہو رہی ہے، twitter استعمال ہو رہا ہے بلکہ skype بھی ہو رہا ہے۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ وزیرستان اور دوسری جگہ telephone calls آتی ہیں تو وہ افغانستان کی sims سے آتی

ہیں۔ اس لیے on the issue of terrorism اس طرح کی sophisticated technology استعمال ہو رہی ہے۔ ہم نے Cyber Security Manual تیار کی ہے، آپ کو یاد ہو گا کہ پچھلے اجلاس میں، میں نے پیش بھی کی تھی، وہ انگریزی اور اردو میں تیار کی ہے۔ پچھلے ہفتے ہم Senate Defence Committee کے delegation کے ساتھ گوادر، اورماڑہ اور کراچی گئے تو Karachi Press Club کے سندھی journalists نے مجھے کہا کہ اسے سندھی میں بھی تیار کروائیں تو ہم اس کا سندھی میں بھی ترجمہ کروا رہے ہیں اور انشاءاللہ Defence Committee کی طرف سے سندھی میں بھی Cyber Security Manual تیار ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ through your good offices and House ایک national cyber security strategy کی ضرورت ہے جس میں سب لوگ ہوں، Leader of the House is also here اور اس issue کو آگے لے کر جایا جائے۔ جناب والا! اس میں ہمارے پاس some of the best experts بھی موجود ہیں۔ میں نے academics سے، professors سے، professionals سے بات کی ہے، ہمارے پاس سب experts موجود ہیں، خاکی میں بھی ہیں، مفتی میں بھی ہیں، ان سب کو اکٹھا کریں، اچھی ٹیم بنائیں اور یہ سب مفت کام کریں گے، they are experts, they have come from overseas, کوئی پیسے کی ضرورت نہیں ہے، they have got ideas and expertise.

جناب چیئرمین! میں گوادر کے بارے میں ایک point of order raise کرنا چاہ رہا تھا، وہ ابھی کر لوں یا بعد میں کر لوں۔

جناب چیئرمین: وہ بعد میں کر لیجیے گا، پہلے اس motion کو conclude کر لیتے ہیں۔ طلحہ محمود صاحب۔

سینیٹر محمد طلحہ محمود: شکریہ جناب، چیئرمین صاحب! سینیٹر کریم احمد خواجہ نے سائبر کرائم کے حوالے سے جو commenced motion choose کی ہے، یہ بڑا important issue ہے۔ جو آپ حضرات نے باتیں کی ہیں میں ان سے متفق ہوں۔ اس وقت ایف آئی اے کا ایک ونگ سائبر کرائم کو کنٹرول کرتا ہے۔ اس وقت modern technology بڑی تیزی سے بڑھ رہی ہے۔ جیسے کمپیوٹر نے تیزی سے جگہ بنائی ہے اسی طرح دنیا میں development speed

بہت تیز ہوچکی ہے۔ اگر ہم نے اپنے آپ کو اس ترقی کے ساتھ نہ ملایا تو ایک وقت آئے گا کہ ہم بہت پیچھے رہ جائیں گے۔ یہ crimes اور مختلف قسم کی چیزیں جن کے بارے میں لوگ غلط activities میں ملوث ہیں وہ اس ٹیکنالوجی کا غلط فائدہ اٹھاتے ہیں اور وہ بہت آگے نکل جائیں گے۔ ہماری forces کے حوالے سے سینیٹر مشاہد حسین سید صاحب نے بڑی مدلل details دی ہیں جیسا کہ آپ نے افغان sims اور terrorism کا ذکر کیا ہے۔ میری کمیٹی کے اندر بھی یہ چیزیں discuss ہو تی رہی ہیں کہ افغان sims پاکستان کے اندر جہاں بک رہی ہیں، جہاں استعمال ہوتی ہیں، بچے kidnap ہوتے ہیں، لوگ kidnap ہوتے ہیں۔ ٹیلیفون یہیں سے ہوتے ہیں مگر نمبر افغانستان کا آرہا ہوتا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس میں قانون سازی بہت ضروری ہے اور ہمیں اس پر قانون سازی ضرور کرنی چاہیے۔

کریم خواجہ صاحب نے جو ذکر کیا ہے کہ پاکستان میں ایک سے سوا کروڑ کے قریب موبائل ہیں۔ میں اس کی تھوڑی سی تصحیح کرنا چاہوں گا۔ sims تو اس سے بھی زیادہ ہیں اور وہ دس کروڑ کے قریب تو sims کی تعداد ہوچکی ہے اور ان کی تعداد بہت بڑھ رہی ہے۔ اس حوالے سے ہمیں اس چیز کی بہت سخت ضرورت ہے کہ ہماری forces جو اس کو کنٹرول کرتی ہیں ان کو strong کرنے کی ضرورت ہے۔ ایک چھوٹا سا ونگ اس میں کیا کرسکتا ہے۔ وزارت داخلہ میں cyber crimes کے حوالے سے ایف آئی اے کے لوگ جو ہمارے پاس آتے رہے ان کو جتنا update ہونا چاہیے وہ اس سے بہت low ہیں لہذا ہمیں اس میں قانون سازی کرنے کی بہت سخت ضرورت ہے۔ ان کو support کرنے کی ضرورت ہے۔ ان کو promote کرنے کے لیے اقدامات کرنا بہت ضروری ہیں۔ اس سلسلے میں جو باتیں میرے دوستوں نے کی ہیں میں ان سب کو بھرپور support کرتا ہوں اور میں یہ سمجھتا ہوں کہ قانون سازی وقت کی ضرورت ہے۔ ہمیں اس کی طرف توجہ دینا ہے اور ہماری پارلیمنٹ اس چیز کی ذمہ دار ہے کہ اس قسم کی چیزوں کو سامنے لائے، یہاں raise کرے اور اس میں ایسے اقدامات ضرور کرے جن سے اس میں بہتری آئے۔ بہت بہت شکریہ۔

جناب چیئرمین: فرحت اللہ بابر صاحب۔

سینیٹر فرحت اللہ بابر: میں بھی سینیٹر کریم خواجہ صاحب کو مبارکباد پیش کرتا ہوں کہ انہوں نے اس motion کے ذریعے انتہائی اہم مسئلے کی نشان دہی کی ہے۔ میں اس کی ایک aspect

جس پر مشاہد حسین سید صاحب نے بات کی ہے جو یہ ہے کہ اب the volume of information and the speed with which information is transmitted has been dramatically enhanced from the last decade or so. Now, the vast body of information travel at a fantastic speed. It has created new threats to national security not only in the crime syndicate but also to the national security. اور جیسا کہ ہم سب جانتے ہیں کہ امریکہ کی National Security Agency کے بارے میں پتا چلا ہے کہ اس نے کیسے تمام دوسرے ممالک پر cyber attack کرکے وہاں سے vital information obtain کی ہیں جن میں پاکستان، ایران اور چین تین سر فہرست ممالک ہیں۔ میں سمجھتا ہوں اب پاکستان کی security کو خطرات میں militancy, across the border insurgency میں یہ نئی addition ہے and that is threat to the national security as a result of cyber attacks. اس لیے اس بات کی یقیناً ضرورت ہے کہ ایک separate Division قائم کیا جائے جس کا کام cyber security ہو۔ اس سلسلے میں تمام experts کے ساتھ مشاورت کی جائے اور مناسب قانون سازی کی جائے۔ مجھے معلوم نہیں ہے لیکن کریم خواجہ صاحب نے شاید کہا تھا کہ انہوں نے ایک بل بھی پیش کیا ہے یا کرنے والے ہیں۔

I think a consensus should be built on evolving a piece of legislation to protect Pakistan against cyber attacks and time for it has come. Thank you, Mr. Chairman.

جناب چیئرمین: اعتزاز احسن صاحب۔

سینیٹر اعتزاز احسن: شکریہ، جناب چیئرمین! میں سمجھتا ہوں کہ کریم خواجہ صاحب نے اس ہاؤس کی توجہ بہت اہم موضوع کی طرف دلائی ہے۔ پہلے تو یہ سمجھنا ہی بڑا مشکل اور دشوار ہے کہ دنیا کہاں پہنچ چکی ہے۔ بیس، تیس سال سے یہ صورت حال ہو گئی ہے جیسا کہ ابھی بابر صاحب بھی فرما رہے تھے کہ speed of communication یعنی ابلاغ کی رفتار اتنی بڑھ گئی ہے اور بد قسمتی سے اس میں ہماری کوئی contribution نہیں ہے۔ دنیا نے اتنی سائنسی ترقی کی ہے، آپ دیکھیں ایک نئی چیز cyber space or virtual space کا concept آیا۔ cyber space میں دنیا کی

تمام بڑی لائبریریاں اور ان میں کروڑہا کتابیں ہیں جو ساری کی ساری کہیں نہ کہیں ہوا میں کسی جگہ محفوظ ہیں۔ میں اپنے کمپیوٹر پر دو بٹن دبا کر، پہلے select and then click کرکے پوری کتاب download کرسکتا ہوں۔ اگر میرے پاس اختیار ہے تو امریکن کانگرس کی لائبریری کی، اوکلاہاما یونیورسٹی، آکسفورڈ یونیورسٹی، کیمبرج کی، یہ بڑی لائبریریاں ہیں۔ دنیا کی کسی بھی لائبریری میں کوئی کتاب ہو، کوئی فلم ہو یا کوئی video ہے ان کو میں دو clicks سے دیکھ سکتا ہوں اور یہ ایک تعجب کی بات ہے اور حیرت کی بات ہے کہ وہ کتاب ایک ہے، اس کا نسخہ شاید ایک ہوگا لیکن اس کو چھ سو لوگ بیک وقت download کرکے پڑھ سکتے ہیں، ایسی صلاحیت آگئی ہے۔

یہ cyber space کہاں ہے، کس جگہ ہے۔ یہ جغرافیائی space نہیں ہے۔ یہ ایک space کا نیا concept ایجاد ہو گیا ہے۔ اسی طرح آپ speed and accuracy دیکھیں کہ ویسٹ انڈیز جو دنیا کی گولائی کے عین دوسری جانب ہے اور یہاں سے دس بارہ ہزار میل کا فاصلہ ہے جہاں ایک باؤلر ایک سو دس میل فی گھنٹہ کی رفتار سے چھوٹا سا کرکٹ بال پھینکتا ہے جو اسی لمحے، اسی وقت اور اسی سیکنڈ ہم اپنے ڈرائنگ روم میں ٹیلی وژن کے سامنے بیٹھ کر نہ صرف اس کو دیکھ سکتے ہیں بلکہ اگر دکھانے والا چاہے تو اس کے بخیے بھی گن سکتے ہیں جب وہ اسے slow motion میں دکھاتا ہے۔ دنیا کہاں پہنچ گئی ہے اور ہم کہاں بیٹھے ہیں۔ اس لیے اس قانون کی بڑی ضرورت ہے کیونکہ سائنس ہم سے بہت آگے ہیں۔ دنیا ہم سے بہت زیادہ پیش رفت کرچکی ہے۔ ہم نے اسے catch up کرنا ہے اور دوڑ کر، بھاگ کر دنیا کے ساتھ ملنا ہے۔ جناب چیئرمین! اس میں نیک نیتی کی بہت ضرورت ہوگی۔ آپ نے سنا کہ ابھی افغان sims کی بات ہوئی، افغان سم یا کوئی بھی سم آج کل اس وقت تک نہیں مل سکتی جب تک قومی شناختی کارڈ نہ دکھایا جائے۔ میری شناخت میرے NIC سے کیسے ہوتی ہے؟ وہ میرے انگوٹھے کے نشان سے ہوتی ہے۔ انگوٹھے کے نشان کو کون read کرتا ہے، نادرہ کرتا ہے۔ لیکن حکومت تو نادرہ کو آزاد رہنے ہی نہیں دینا چاہتی۔ حکومت نے تو نادرہ کے چیئرمین کو ڈرا دھما کر اس کے عہدے سے ہٹایا اور عدالت نے اس کو بحال کیا۔ حکومت نے اس کو اور اس کی بیٹی کو دھمکیاں دیں۔ طارق ملک جو دنیا میں ایک جانا ہوا expert ہے اس کو نکال دیا۔ PEMRA کے چیف کو انہوں نے نکال دیا۔ OGRA کے چیف کو انہوں نے نکال دیا۔ اب FIA میں اگر اپنا بندہ لگائیں گے اور اسی طرز کا لگائیں گے تو cyber crimes کون detect کرے گا؟ قانون آپ کیسا

بھی بنا لیں اگر چور اور مسروقہ مال خود مل جائیں، پنجاب میں کہتے ہیں کہ "چور نالوں پنڈ کاہلی"۔ مسروقہ مال جو ہے وہ زیادہ بھاگنے کے لیے تیار ہے۔ اگر یہی ملے ہوں گے اور نیک نیتی نہیں ہو گی تو قانون کیسا بھی بنا لیں، قانون پر عمل درآمد نہیں ہوگا۔ بد قسمتی سے میں بالکل، بلاخوف تردید یہ عرض کرنا چاہتا ہوں۔ یہ تین چار مثالیں جو میں نے دی ہیں ان مثالوں کی تردید ایک کی نہیں ہو سکتی کہ عدالت نے PEMRA کے چیف کو بحال کیا اور اس کو ہٹا دیا۔ نادرا کے چیف کو ہٹا دیا۔ OGRA کے چیف کو ہٹا دیا۔ میں بہت تشویش کے ساتھ کہتا ہوں کہ حکومت کی نیت کسی بھی معاملے میں نیک نہیں ہے۔ Cyber crimes میں اگر قانون سازی جیسا کہ خواجہ صاحب تجویز کرتے ہیں ہو بھی گئی تو نیت جب تک نیک نہ ہوئی تو کسی action کا کوئی فائدہ نہیں ہوگا۔

جناب چیئرمین: راجہ محمد ظفر الحق صاحب۔

سینیٹر راجہ محمد ظفر الحق: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب چیئرمین! میں اعتزاز احسن کی تقریر بڑے غور سے سن رہا تھا۔ وہ ایک علمی بات کرتے کرتے آخر میں Leader of the Opposition بن گئے۔ دوسرے کی نیت پر حملہ حالانکہ cyber میں نیت وغیرہ کا کوئی تعلق نہیں ہوتا۔ جناب چیئرمین! میں سمجھتا ہوں کہ کریم احمد خواجہ صاحب نے cyber crimes کے بارے میں یہ تجویز دی ہے تو جس طرح کی discussion ہوئی اور جو باتیں آج سینیٹ میں کی گئیں وہ سب کی سب اس بات کی غمازی کرتی ہیں کہ ہم سائنس کے میدان میں بہت پیچھے ہیں۔ تعلیم کے میدان میں بھی پیچھے ہیں اور اس میدان میں تو بہت ہی پیچھے ہیں یعنی A,B,C تک ابھی ہم نے شروع نہیں کیا۔ آپ اندازہ فرمائیں کہ اگر آپ اپنا موبائل بند کر کے ایک جگہ رکھیں تو آپ کی موجودگی اور جو کچھ ارد گرد ہو رہا ہے وہ اس بند موبائل سے بھی اخذ کیا جا سکتا ہے۔ یہ تو علم کی بات ہے۔ ایران کے جو سائنسدان ہیں میں ان کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں کہ دنیا بھر کی اتنی پابندیاں ہونے کے باوجود انہوں نے چار پانچ سال میں سائنس کے شعبوں میں اتنی ترقی کی ہے کہ جس کا اندازہ نہیں کیا جا سکتا۔ انہوں نے Nano کی field میں، اس سائنس میں بہت ترقی کی ہے جو ایک بڑی مشینری کو ایک بہت چھوٹے سائز کی کر کے اس سے پھر وہ فائدہ اٹھاتے ہیں۔

Laser technology میں انہوں نے بہت ترقی کی ہے۔ میزائل ٹیکنالوجی میں ترقی کی ہے۔ نیوکلیئر ٹیکنالوجی میں ترقی کی ہے۔ ہم تو بحث ہی کرتے رہے کہ یہ ڈرونز ہیں جو ہماری فضائی حدود کی خلاف ورزی کرتے ہیں اور ان کو جا کر کہا کہ اس کو بند کریں۔ ہمارا پڑوسی ملک ایران جس کے اوپر سب سے زیادہ پابندیاں لگی ہوئی ہیں وہاں کے سائنسدانوں نے وہ مہارت حاصل کر لی کہ انہوں نے امریکی ڈرون کو تباہ نہیں کیا بلکہ اس کو سائنسی طریقے سے نیچے اتار لیا۔ دنیا میں ایک تہلکہ مچ گیا اور ایک تاریخ بن گئی کہ ایسا بھی ہو سکتا ہے۔Reverse technology سے کئی ڈرونز بن سکتے ہیں اور شاید انہوں نے بنایا بھی ہوگا۔ ان کی اس ترقی سے خوف کھاتے ہوئے انہوں نے پھر ایران کے ساتھ ایک مفاہمت کرنے کی کوشش شروع کی ہے۔ یہ کہاں تک کامیاب ہوتی ہے اور کہاں تک نہیں ہوتی لیکن آپ اندازہ کریں کہ جب 1998 میں ہم نے ایٹمی دھماکہ کیا تھا اور پھر مغرب نے خاص طور پر امریکہ نے ہمارے اوپر اقتصادی پابندیاں لگا دیں تو مجھے حکومت نے مختلف ملکوں میں بھیجا تھا بشمول ایران۔ ایران کے صدر محمد خاتمی صاحب ایک زمانے میں جب میں information Minister تھا تو وہ اپنے ملک کے Minister for Information تھے، ان کو ہم نے دعوت دی تو وہ یہاں تشریف لائیے اور پھر اس کے بعد ہم International conferences میں ملتے رہے۔

جب ہم پر یہ پابندیاں لگیں تو میں وہاں ان کے پاس گیا تو انہوں نے کہا کہ ہمارے ملک آپس میں زمینی لحاظ سے بھی جڑے ہوئے ہیں، فضائی لحاظ سے بھی تو اس طرح ہم آپس میں قریب ترین ہیں۔ ہم دو مسلمان ملک ہیں۔ ہماری آپس میں cooperation سے پاکستان کو قطعاً کسی چیز کی بھی دنیا میں ضرورت ہو تو ہم provide کر سکتے ہیں۔ وہ ہمدردی کے الفاظ اور اس کی genuineness کو میں آج تک نہیں بھول سکا۔ یہی کیفیت میں نے سعودی عرب میں بھی دیکھی۔ وہاں کے جو سربراہ تھے انہوں نے کہا کہ آپ نے جو یہ ایٹمی دھماکہ کیا ہے، ہم یہ سمجھتے ہیں کہ اس سے ہمارا قد بڑھا ہے۔ انہوں نے کہا کہ لوگ سمجھتے ہیں کہ سعودی عرب شاید پاکستان کے اوپر احسانات کر رہا ہے لیکن حقیقت یہ ہے کہ جو احسانات پاکستان کے ہیں ان کو دنیا جانتی ہی نہیں ہے۔ خاتمی صاحب نے جو بات کی تھی جس کی طرف میں توجہ دلانا چاہتا ہوں۔ انہوں نے یہ کہا کہ آپ ان پابندیوں سے نہ گھبرائیں کیونکہ ایران بنا ہی ان پابندیوں سے ہے۔ ہم نے اپنے پاؤں پر کھڑا ہونا سیکھا ہی اسی وجہ سے ہے کہ ہمیں باہر سے امداد کی کوئی توقع نہیں تھی۔ اب اس مسئلے کو آپ ایسے طریقے سے استعمال کریں اور آپ اپنے ملک کے

نوجوانوں کو اس طرح تیار کریں کہ آپ کو کسی اور ملک کی حاجت ہی نہ رہے۔ یہ جو motion پیش کیا گیا ہے وہ میں سمجھتا ہوں کہ بہت ضروری ہے لیکن بڑا محدود ہے۔ یہ تو صرف cyber crimes کے بارے میں ہے لیکن اس knowledge کی اور fields بھی ہیں ۔ اس کے ذریعے سے جو ایک دوسرے کی معلومات چرائی جا رہی ہیں اور ان کو استعمال کیا جا رہا ہے اور اس میں پاکستان ایک target ہے۔ اس لحاظ سے ہمیں ایک بڑی تعداد میں اپنے قابل نوجوان، جو بہت ساری یونیورسٹیوں میں پڑھ رہے ہیں اور سائنس کے طالبعلم ہیں ان کو اس بارے میں تیار کرنا چاہیے۔ جتنا بجٹ خرچ ہو سکے کرنا چاہیے اور ایک ایسی نئی نسل تیار ہو جو ان حالات کا مقابلہ کر سکے۔ یہ cyber صرف crimes کی بات نہیں ہے بلکہ ہماری سیکورٹی اس کے بغیر ہو ہی نہیں سکتی۔ آج فوج نے cyber کو بھی ایک مضمون بنا لیا ہے اور اس کے ذریعے سے اس کو protect کرنے کا بھی ایک محکمہ قائم کر دیا ہے لیکن یہ تو ایک ایسا knowledge ہونا چاہیے جو ہر قابل طالبعلم کو میسر ہو، اگر یہ حاصل ہو سکے تبھی آپ آگے بڑھ سکتے ہیں۔ہماری پولیس، فوج میں اب وہ معاملہ نہیں رہا کہ 10,12 جماعت کا پاس ایک نوجوان سیکنڈ لیفٹیننٹ بن جاتا تھا اور پھر اس کے بعد آگے چلتا تھا، وہ ٹریننگ دیتے ہیں لیکن اس level کی طرف ابھی ہم بڑھے ہی نہیں ہیں جس کی پاکستان کو اپنی سیکورٹی کے لیے ضرورت ہے۔ یہ وہ راستہ ہے جس کے ذریعے سے حضرت علامہ اقبال نے کہا کہ

محبت مجھے ان جوانوں سے ہے

ستاروں پے جو ڈالتے ہیں کمند

تو یہ صرف ستاروں کی بات ضرور ہو گی لیکن وہ knowledge جس کی طرف ابھی تک دھیان ہی نہیں ہے، خیال ہی نہیں ہے اور علامہ اقبال نے ان کے لیے اس خواہش کا اظہار کیا ہے کہ اس knowledge سے وہ ایک ایسی راہ اپنے ملک کو دکھا سکتے ہیں، اپنے دوستوں کو اور مقابلہ کر سکتے ہیں اپنے دشمنوں کا یا مخالفوں کا یا کوئی بھی ہو۔ کہتے ہیں کہ .the hell is the other side کوئی بھی اگر اس میں potential ہے آپ کو نقصان پہنچانے کا تو اس سے آپ کو خطرہ ہو سکتا ہے۔ یہ ضروری نہیں ہے کہ وہ دشمن ہی ہو۔ کوئی بھی ہو سکتا ہے۔ اس لیے اس بات کی پاکستان کو بہت ضرورت ہے کہ یہ cyber کا

جو شعبہ ہے اس کی طرف بے حد اور بے انتہا توجہ دی جائے تا کہ پاکستان کو محفوظ رکھا جاسکے۔ یہ صرف crimes کی بات نہیں ہے یہ پاکستان کی survival کی بات ہے۔ Thank you sir.

جناب چیئرمین: جی بلیغ الرحمٰن صاحب۔

Discussion on the Commenced Motion (Under Rule 218) regarding Incidents of Cyber Crimes conclude by Mr. Muhammad Baligh-ur-Rehman (Minister of State for Interior)

جناب بلیغ الرحمٰن (وزیر مملکت برائے داخلہ): بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ شکریہ جناب چیئرمین! I would like to give my point of view as well as I would like to conclude this. جناب والا! یہاں پر جو motion محترم کریم خواجہ صاحب نے move کیا یہ انتہائی اہم ہے اور آج جس طرح مختلف سینیٹرز نے یہاں پر بات کی ہے، cyber world is altogether different world اور دنیا کی dependence cyber world پر بڑھتی جا رہی ہے، تعلیم سے لے کر آج دنیا میں Harvard, Stanford یا Ivy league بھی بہت سی جگہوں پر move concept, massive online open courses شروع کر چکی ہیں یا کر رہی ہیں اور تمام یونیورسٹیوں میں learning کو کہ آپ بیٹھ کر computer پر کورس حاصل کریں گے لیکن ڈگری آپ کو یونیورسٹی کی ملے گی۔ کلاس روم سے لے کر دنیا کے تمام شعبہ ہائے زندگی میں آپ جس کی بھی بات کریں cyber world ہر جگہ موجود ہے چاہے banking کا نظام ہو، چاہے individual ہو، چاہے سیاست ہو ہر جگہ پر computer کا ایک نظام ہے۔

جناب والا! ظاہری بات ہے کہ انسان میں کمی کوتاہی ہے، لالچ کا عنصر ہے اور crime فطرت میں رہتا ہے اور پوری دنیا میں اس کا استعمال اتنا زیادہ بڑھ گیا ہے، اس کے ساتھ ساتھ cyber crime میں بھی اضافہ ہوا ہے۔ جناب والا! جب ہم بات کرتے ہیں Cyber Crime Ordinance پر بھی progress عرض کروں گا لیکن ایک بات ذہن میں رکھنی چاہیے کہ crime is crime چاہے وہ cyber world سے کیا جائے یا عام conventional method سے کیا جائے

قوانین موجود ہیں۔ Cyber crime کے حوالے سے special قانون سازی کی ضرورت ہے وہ اس لیے کہ اس کے جو مخصوص حالات ہیں اس کو cover کرنے کے لیے استعمال ہو گا۔ Cyber crime میں بہت سی اقسام ہیں cyber stalking ہے، spoofing ہے، spamming ہے، hiking ہے، electronic forgery ہے، cyber terrorism کا ذکر مشاہد حسین سید صاحب نے کیا تھا، بہت اہم چیزیں ہیں اور ہم نے دیکھا کہ بہت ساری جگہوں پر اس سہولت کو misuse کیا گیا۔ ان سب کو deal کرنے کے لیے ایک قانون 2009-11-4 میں lapse ہو گیا تھا۔ جناب چیئرمین! میں اس بات میں نہیں آنا چاہتا تھا لیکن چونکہ بات cyber کی ہو رہی تھی لیکن اس پر بہت زیادہ criticism کیا گیا اور we reserve the right کہ کم از کم اس پر ہم وضاحت کریں کہا گیا کہ بد نیتی کی بنا پر اس کو delay کیا جا رہا ہے۔ جناب والا! ایسا نہیں ہے نومبر 2009 میں یہ lapse ہوا تھا اور پچھلی حکومت نے نومبر 2009 سے لے کر 2013 کا tenure ختم ہونے تک اتنے سالوں میں کچھ نہیں کیا۔ 2013 میں ہمیں ذمہ داری ملی ہے، میں اس ایوان کو بتانا چاہتا ہوں کہ cyber crime کے بل پر بھرپور طریقے سے کام ہوا ہے، وہ بل finalize ہو گیا ہے اور انشاء اللہ چند دن میں کیبنٹ میں پیش کر دیا جائے گا۔

جناب والا! cyber crime کے حوالے سے FIA کے تحت ایک سینٹر چل رہا ہے اسے National Response Center for Cyber Crime کہتے ہیں اور عرف عام میں NR-CCC کہتے ہیں Center for Cyber Crime NR-CCC کے پانچ دفاتر ہیں، چاروں صوبائی ہیڈ کوارٹر میں اور ایک راولپنڈی میں جو North of Pakistan بالخصوص گلگت، بلتستان اور دوسرے علاقوں کو دیکھتا ہے اور یہ head office بھی ہے۔ یہ مسلسل کام کر رہا ہے، اس میں computer experts موجود ہیں۔ میں یہ بات مانتا ہوں کہ اس میں improvement کی ضرورت ہے، there is always room for improvement اور اس میں ہمیں بہت آگے جانے کی ضرورت ہے۔ آج cyber security ہے اس کے لیے fire walls کا جو اہتمام کیا جاتا ہے اس میں مختلف departments ہیں، جس طرح یہاں پر نادرا کا ذکر ہوا، نادرا میں بہت زبردست fire wall system ہے جو سمجھا جاتا ہے کہ hike proof ہے اس میں کوئی hiker enter نہیں ہو سکے گا۔ ہمارے banks چاہے وہ قومیائے گئے بینک ہوں، چاہے private banks ہوں ان کے پاس بھی اچھے سسٹم ہیں۔ Ministry of IT کے پاس بہت اچھا سسٹم ہے جس میں fire walls کو مزید

طاقتور کیا جا رہا ہے، جہاں بھی حکومت کی websites ہیں اس میں بھی بہتری لائی جا رہی ہے۔ جناب والا! NR-CCC کا جو سینٹر ہے یہ اگرچہ پہلے بھی کام کر رہا تھا لیکن 2013 سے اس میں بھرپور تیزی لائی گئی ہے۔ ایک area جس میں حکومت کو بے تحاشا نقصان کا سامنا کرنا پڑتا تھا وہ grey trafficking of international telephone calls تھیں جو internet کے ذریعے reroute کر دی جاتی تھیں، VOIP exchanges, voice over internet protocol کا استعمال کیا جاتا تھا جو مختلف گھروں میں چھپا کر لگائے جاتے تھے اور جب calls لوگوں کو جاتی تھیں تو آپ CLI پر دیکھیں تو ایسا لگتا تھا کوئی لوکل کال ہے وہ international call آ رہی ہوتی تھی اور بہت زیادہ tax evasion کیا جا رہا تھا۔

جناب چیئرمین! اس میں بھی پچھلے سالوں میں کبھی سو ملین روپے کا، کبھی ڈھائی سو ملین روپے کا، کبھی ساڑھے تین سو ملین روپے کا tax evasion چھاپے مار کر روکی گئ بالخصوص 2013 کا جو second half ہے اس میں مزید raids میں، number of raids میں بہت زیادہ اضافہ کیا گیا اور صرف 2013 میں پندرہ سو ملین روپے کا tax evasion روکا گیا ہے۔ ابھی بھی 2014 میں جیسے as we stand of now 6 سے زیادہ successful raids کی جا چکی ہیں اور VOIP کو discourage کیا جا رہا ہے۔ اس ادارے کی کارکردگی میں بہتر آئی ہے یہ اور بھی بہتر ہوگا۔ جناب والا! یہاں پر مجھے پھر معذرت سے کہنا پڑے گا کہ بہت سخت الفاظ استعمال کئے گئے کہ اپنا بندہ، چہیتے پنڈ، جناب والا! میں آپ سے عرض کروں کہ ہم بالکل اس concept پر یقین نہیں رکھتے۔ وزیراعظم نواز شریف کی حکومت transparency پر یقین رکھتی ہے اور ہم نے کمیشن بنا کر مختلف اداروں کے سربراہ نیک نیتی سے، میرٹ پر لگا رہے ہیں۔ پچھلے regime میں جو کچھ ہوتا رہا، اپنے بندے، اپنے کلبوں کے دوست، پتا نہیں کیا کیا لگتا رہا، this should be over now اب ایسی بات بالکل نہیں ہے۔

FIA کی بات کی گئی، سعود مرزا صاحب ایف آئی اے کے سربراہ تھے جب ہم برسر اقتدار آئے تو وہ interim میں لگائے گئے تھے، اچھی شہرت کے افسر تھے he continued جناب والا! آئی جی پولیس اسلام آباد، بہت سی مثالیں ہیں لیکن میں اس میں نہیں جاتا لیکن چونکہ بات کی گئی ہے I had to respond ورنہ میں کبھی بھی اس چیز کو پسند نہیں کرتا کہ ہم اس blame میں

جائیں۔ جناب والا! ان خیالات کے ساتھ میں آپ سے یہی گزارش کروں گا اور اس ہاؤس کو یقین دلاؤں گا کہ cyber crime پر bill already finalize ہو گیا ہے اور center for cyber crime زیادہ effectively کام کر رہا ہے، center for cyber crime جس طرح یہاں پر بات کی راجہ صاحب نے کہ awareness session بھی کر رہے ہیں، سٹوڈنٹس میں، کمپنیوں میں جا کر سکھایا جا رہا ہے کہ cyber crime کو کس طرح avert کیا جا سکتا ہے۔ لوگوں کو پیغامات آتے ہیں کہ آپ کا انعام نکل آیا ہے، آپ اتنے پیسے جمع کروائیں یہ سب چیزیں cyber crime کے زمرے میں آتی ہیں اور جیسے ہی یہ law enact ہو جائے گا اس سے پہلے بھی کام ہو رہا ہے لیکن زیادہ effectively زیادہ efficiently دائرہ کار بڑھاتے ہوئے انشاء اللہ مزید بہتر کام ہو گا۔ بہت شکریہ۔

Mr. Chairman: The motion has been talked out. We suspend the proceeding for 15 minutes for *Maghrib* prayer.

[The House was adjourned for Maghirb prayer]

[The House was then reassembled after Maghrib prayers with Mr. Chairman (Syed Nayyar Hussain Bokhari) in the Chair]

Point of Order

Regarding Visit of Gwadar Port by Senate Defence Committee.

جناب چیئرمین: جناب مشاہد صاحب۔

سینیٹر مشاہد حسین سید: شکریہ جناب چیئرمین! میں نے تھوڑی سی بات point of order پر کرنی تھی۔ Thank you sir, for letting Senate Defence Committee go. ہمارا بہت اچھا دورہ رہا۔ Pakistan Navy سے ہم نے coordinate کیا، ہم کراچی گئے، ایک

رات وہاں پر گزاری، پھر ہم اورماڑہ گئے، پھر گوادر گئے، actually we were very close to you, except you were on the other side, I mean you were in Iran and we were on this side. Gawader is about 60 kilometers from Iran border اور اس میں ہم نے Gwader Port پر دیکھا کہ کیا development ہو رہی ہے۔ اورماڑہ کی coastal development کو ہم نے دیکھا اور ہم نے دیکھا کہ new world is opening up. ہمارے delegation میں بلوچستان کی بھرپور نمائندگی تھی، اس میں سینیٹر رؤف صاحب موجود تھے، سینیٹر حاصل بزنجو صاحب تھے، پھر ڈاکٹر اسحاق صاحب تھے جن کو چیف منسٹر نے بھیجا تھا

and thanks to Hasil Bizenjo, he is a king maker. He is the President of the ruling party of Balochistan. So he is the boss. He is the Czar of Balochistan, I called him, he was there and then we had Senator Sabir Ali Baloch *sahib*.

Mr. Chairman: And you want a revolution against him. That is why, you were calling him a Czar.

سینیٹر مشاہد حسین سید: نہیں، نہیں۔ ایک زمانے میں ایک chronic communist party ہوتی تھی، جن کا party boss was more powerful than the Government. So, all of us we went there. سینیٹر سحر کامران صاحبہ تھیں، سینیٹر فرحت اللہ بابر صاحب تھے، سینیٹر رفیق راجوانا صاحب تھے، سینیٹر حاجی عدیل صاحب تھے۔ So, all of these people were there. ایک تو ہم نے دیکھا کہ Pakistan Navy is doing a very good job اور صرف یہ نہیں کہ they are protecting maritime security. انہوں نے national integration and socio economic development through education and health پر بھی کافی کام کیا ہے۔ ہم نے دیکھا ہے کہ پاکستان کا اقتصادی اور strategic مستقبل وہاں پر ہے۔ It is in Balochistan and it is in the coastal areas. وہ جو 700 KM کا علاقہ ہے، اس میں اتنے زیادہ resources ہیں۔ I will just give you one figure جو ہمیں دی گئی ہیں۔ وہاں پر 600 tons کی fisheries develop ہوتی

ہے اور اس میں سے صرف potential 130 tons are exported. ہے 2 billion dollars
کی export کا جبکہ اس وقت صرف 200 million dollars کی export ہو رہی ہے یعنی 10%
of the total capacity. لہٰذا ہم سمجھتے ہیں کہ there should be an initiative for
the activation of Gwader Port. یہ بڑی اچھی بات ہے کہ وہ چین کی ایک کمپنی کو دے دیا
گیا ہے لیکن صرف پورٹ کی development نہیں بلکہ اس کے ساتھ education and
health facilities should also be developed. We are very grateful to
the Balochistan Government کہ انہوں نے خاص طور پر education and health
کے لیے initiatives لیے ہیں۔ اس کے لیے ایک Coastal Development Programme
ہے جس میں Pakistan Navy is a very important component آج کل جناب
چیئرمین! سارا focus naval development کا ہے۔ American Navy expand ہو
رہی ہے، Chinese Navy expand ہو رہی ہے اور یہ علاقہ بہت strategic ہوگا۔ اس سلسلے
میں، میں سمجھتا ہوں کہ Navy سب سے مظلوم service ہے۔ اس کو funds بھی کم ملتے ہیں۔ وہ
ایک professional service ہے، وہ کام بھی بڑا اچھا کر رہی ہے۔ ہم نے وہاں پر ایک
submarine کا visit کیا۔ ہم نے ships کا visit کیا، we saw their
professionalism. So, we would also support modernization,
upgradation and greater funding for the Navy. اس میں coastal
development plan ضروری ہے، جس میں اورمارا، جیونی، پسنی اور گوادر کو focus کیا جائے اور
ساتھ ساتھ بلوچستان کے حوالے سے

I think the overall vision should be very clear. Balochistan needs a healing touch and the Provincial Government, Federal Government and other political forces have to work for that plan. Thank you very much.

Mr. Chairman: Thank you. Hasil Bizanjo *sahib*.

سینیٹر میر حاصل خان بزنجو: جناب! thanks to Mushahid *sahib* کہ انہوں نے سب کو یہ موقع فراہم کیا۔ ہم بار بار کہہ رہے تھے کہ پاکستان کا future 750 kilometer coastal area سے وابستہ ہے، اس کو develop کیا جائے۔ انڈیا کے بارے میں یہ calculations آ رہی ہیں کہ in coming twenty years India is going to build 500 ports on their coast line. ہماری بد قسمتی ہے کہ ساٹھ سال ہم اس طرف نہیں گئے۔ میں education کے حوالے سے ایک چیز highlight کرنا چاہتا ہوں کہ Navy نے جو Cadet College بنایا ہے، جب ہم نے اس کا standard دیکھا تو وہ مری یا کسی اور علاقے کے Cadet College سے کم نہیں بلکہ بہتر لگا۔ گو کہ اس میں اتنے funds نہیں ہیں مگر ہم اس کا standard دیکھ کر حیران ہوئے۔ This is a big contribution of Navy towards people of Balochistan. جناب! میں اس دورے میں دوستوں کو بار بار کہتا رہا کہ کوئی کاشغر اور کوئی Central Asia تک road لے جانے کی بات کرتا ہے لیکن وقت کی اہم ضرورت یہ ہے کہ گوادر کو پاکستان سے connect کیا جائے۔ اگر آپ نے گوادر کو highway سے connect کیا تو وہ automatically Central Asia سے connect ہو جائے گا۔ اگر گوادر develop ہو تو اس سے کراچی پر pressure کم ہو جائے گا اور اس کے نتیجے میں پنجاب اور خیبر پختونخوا کی آدھی سے زیادہ transportation Gwadar Port پر چلی جائے گی۔ ہماری ضرورت ہے کہ گوادر رتوڈیرو road بنائی جائے اور اگر ہم نے اس کو جلد develop نہ کیا، پانچ، چھ سال یونہی گزار دیے تو وہاں پر جو Cranes وغیرہ پڑی ہوئی ہیں، ان کو زنگ لگ جائے گا اور وہ ختم ہو جائیں گی۔ شکریہ۔

جناب چیئرمین: فرحت اللہ بابر صاحب۔

سینیٹر فرحت اللہ بابر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب چیئرمین! شکریہ۔ میں بھی Chairman Standing Committee for Defence سینیٹر مشاہد حسین کو مبارکباد پیش کرتا ہوں کہ انہوں نے اس کمیٹی کا مکران coast، گوادر اور اورماڑہ کا انتہائی اہم دورہ arrange کیا۔

Mr. Chairman, apart from the developmental work, educational work, water supply and health, what the Navy has done

over there, I was really struck by a different phenomenon and that is the role played by Pakistan Navy in winning the hearts and minds of people. It is not that one Cadet Collage has been set up with 500 students, it is not that three or four water supply schemes have been set up, it is not also that a very good hospital has been set up, it is the way it has been set up and the way they are dealing with the people of Balochistan. In these times of crisis and insurgency, I think this particular role of the Navy has not been highlighted.

جناب چیئرمین! مجھے بڑے افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ security کے دوسرے ادارے جن کا تعلق Coastal Guard or FC سے ہے، بد قسمتی سے بلوچستان میں general impression ہے کہ

security institutions are acting like an occupation force. I am sorry to say, to use this word but I am using this word with due deliberation that yes, there is a feeling among the people of Balochistan that the security agencies particularly the FC, to some extent the Coast Guards and of course the Military Establishment is dealing with them as if they are an occupation force. Mr. Chairman, I was pleasantly surprised to note that third arm of Pakistan Armed Forces, the Pakistan Navy had succeeded in cultivating an entirely different perception of the Defence Forces of Pakistan. What I can see with my mind’s eye and that is, that unfortunately what can happen is that if the negative perception of the other security forces in Balochistan is not corrected, steps are not taken immediately and appropriately to correct the perception about them, then the good work that is being done by Pakistan Navy and the enormous reservoir of goodwill that has been created in Balochistan, even this can be washed out.

Therefore, on the floor of this House, I would very strongly urge Pakistan Security Forces to emulate the example of Pakistan Navy in Balochistan in winning the hearts and minds of the people. That is number one. Secondly, Mr. Chairman, I would also like to stress that whatever public welfare projects the Pakistan Navy has undertaken, these projects has been undertaken by individual officers working there by making personal contributions and making cuts in their own budgets but this may not last forever. If this developmental work initiated by Pakistan Navy has to sustain, if it has to continue, there must be some institutional mechanism to propel it. Mr. Chairman, the first institutional mechanism that I would propose through you to the government is, that for the Cadet College in Ormara which is a huge institution of national integration, in order to that, this institution may not die down, it is important that an Endowment Fund is set up and Endowment Fund is set up by the Federal Government to ensure the perpetual working of the Cadet College Ormara. They have two messages Mr. Chairman, that I have brought. Number one, the Security Establishment of Pakistan particularly the Army related institutions must take a leaf from the example of Pakistan Navy as to how to win the hearts and minds of people and not act like an occupation force and secondly, to set up an Endowment Fund to continue the perpetuation of the Naval development projects. Thank you.

جناب چیئرمین: سحر کامران صاحبہ۔

سینیٹر سحر کامران: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب چیئرمین! شکریہ۔

Mr. Chairman: This is all from Standing Committee on Defence.

Senator Sehar Kamran: Yes sir, we are on the same subject.

جناب چیئرمین: یہ زیادہ مناسب نہ ہوتا کہ جب آپ کی Standing Committee کی report آتی---

(مداخلت)

Mr. Chairman: It is up to the House that what is the sense of the House

لیکن مناسب بات یہ ہوتی کہ اگر report آتی تو

there could have been a discussion on the report and then you could have asked the Government. Whatever is suggested by Farhatullah Babar, probably there would be no response from the Treasury Benches. Sehar Kamran *sahiba*.

Senator Sehar Kamran: Sir, we are expressing the true sentiments after our visit. First of all I would like to complement and congratulate the Chairman of the Defence Committee, Senator Mushahid Hussain for organizing and arranging such an important visit.

جناب! یہ دیکھ کر بہت خوشی ہوئی کہ پاکستان کی Naval Force ملک کے دفاع اور nation کی protection میں ایک اہم کردار ادا کر رہی ہے۔ They are playing a very important and vital role in the prosperity of the country. دیکھ کر بہت خوشی ہوئی کہ بلوچستان میں education, health care and improvement of overall living conditions میں ان کا کردار قابل ستائش ہے اور اس کو جتنا بھی سراہا جائے، کم ہے۔ اس کے علاوہ ہم نے کراچی، اورماڑہ اور گوادر میں Navy facilities visit کیں۔ ایک چیز کی اور بھی خوشی

ہوئی کہ محدود بجٹ کے باوجود ان کی دفاعی صلاحیتیں قابل تحسین ہیں۔ حکومت کو اس بات پر غور کرنا چاہیے کہ ہمارے ہمسایہ ممالک میں دفاع پر کتنے اخراجات ہو رہے ہیں۔ پاکستان کے submarine fleet کو improve کرنے کی ضرورت ہے اور اس کو improve ہونا چاہیے کیونکہ submarines سمندری حدود کے دفاع کے علاوہ پاکستان کی strategic development میں ایک بہت important component ہے۔

Mr. Chairman: Thank you. It is a point of order and discussion is going on.

سینیٹر سحر کامران: مجھے a few moments دے دیں، I would like to talk about Gwadar Port, اس کا China کے ساتھ agreement صدر زرداری کی ایک vision تھی، ان کا ایک بہت important initiative تھا کیونکہ گوادر پاکستان کا future ہے۔ جتنے بھی UAE, اومان اور ایران کی competitive ports ہیں، ان کے مقابلے میں گوادر کو ایک strategic اہمیت حاصل ہے۔ اس وقت اس کی تیرہ میں سے صرف تین berths utilize ہو رہی ہیں، ان کو جلد سے جلد operational کرنے کی ضرورت ہے۔ پاکستان میں ترقی، economic stability and prosperity گوادر کی development سے آئے گی۔

جناب چیئرمین: آپ کا شکریہ۔ اے رحمٰن ملک صاحب۔

Senator A. Rehman Malik: Thank you Mr. Chairman, don't worry I will not disappoint you sir. Let me first congratulate Mr. Mushahid Hussain, the only and only one who always show his efficiency in everything and he really deserves. Here I have a point. We have been making recommendations for the last six years including our Government present Government, the Committee do recommend but the question arises what is the mechanism to have some kind of implementation

ڈیفنس کی یہ رپورٹ بھی ویسے ہی چلی جائے گی جیسے پہلی رپورٹیں ہیں، کسی S.O کے دفتر میں پڑی ہوں گی۔ What I mean to say آج پوری قوم National Assembly اور سینیٹ کی طرف دیکھ رہی ہے ۔ جب dialogues شروع ہوئے طالبان سے تو لوگ سمجھ رہے تھے کہ شاید سینیٹ اور National Assembly کے کچھ Members اس میں آئیں گے، اپنی input دیں گے لیکن ایسا نہ ہوا۔ آج جب کہ Defence Committee ایک بہت اچھی رپورٹ لے کر آئی ہے جیسے میں نے عرض کیا ہے کہ یہ بھی کسی Section Officer کے desk پر پڑی رہے گی۔ Sir, why can't we move whether it is Senate or National Assembly like other countries in the world کہ جو recommendations Senate کی یا National Assembly کی Committees کی ہوتی ہیں ان کو صرف lay کرنا ہے تو کرلیں ورنہ چھوڑیں۔

that policy should go away, it should be a recommendation and it should be implemented. Why to waste the time of the MNAs, Senators sending people in Balochistan, sending to other places and ultimately we will claim TA/DAs, we move around, ultimately there will be no results Sir. While I am appreciating Navy like my Chairman has done it, I also appreciate Navy but we should not forget the Pakistan Army also, we should not forget our Air Force. They are also fighting in FATA, in Swat, we should also appreciate equally. They have their job but they are fighting a war, so what I mean to say, let us appreciate all the three armed forces, let us not create a discrimination or differentiate between them. So, my last and humble request sir, if we can do it under your Chairmanship while your time is there let's put the bill here that whatever recommendation comes from Senate that should be implemented like it happens in US or any other countries. Thank you Sir.

جناب چیئرمین: جی عبدالرؤف صاحب۔

سینیٹر عبدالرؤف : جناب چیئرمین! آپ کا شکریہ۔ Defence Committee کے چیئرمین کی سربراہی میں وہاں پر کمیٹی گئی، جناب چیئرمین! ہمیں یہ دیکھ کر بڑی خوشی ہوئی، ہم نے شاید پہلی بار اتنے قریب سے coastal areas کو دیکھا اور سب سے زیادہ بڑی خوشی اس بات پر ہوئی کہ وہاں پر Naval Armed Force اور عوام کے درمیان ایک رشتہ قائم ہو چکا ہے۔ وہاں پر صوابدیدی fund کی کمی کے باوجود کالجوں، سکولوں میں صاف پانی کے لیے tube wells لگائے گئے، ان کو اس پر وہاں کے عوام میں ایک تبدیلی محسوس ہوئی۔

جناب! میں اس کے ساتھ ساتھ گوادر پورٹ کے حوالے سے بات کہنا چاہوں گا کہ اس پر اتنا خرچہ اور کام ہونے کے باوجود وہ non-functional ہے۔ وہاں کے عوام کی بھی یہ خواہش تھی اور وہاں پر Navy کے افسران نے ہمیں جو تفصیلات بتائیں، ان میں بھی اس بات کا تقاضا کیا جا رہا تھا کہ ہماری یہ پورٹ functional ہو اور یہاں پر مال بردار جہاز آتے رہیں اور یہاں پر مال load and unload کا سلسلہ قائم رہے کیونکہ اس سے وہاں کے عوام کو روزگار کے مواقع میسر ہوں گے۔ یہاں پر حاصل بزنجو صاحب نے بات کی لیکن میں اس بات کو اس انداز میں لوں گا کہ گوادر پورٹ کے معنی یہ تھے کہ پاکستان کی economy کو بڑھانے کے لیے اس road کو Central Asia سے China تک لے جانا چاہتے تھے اور وہ road بلوچستان کے centre سے خیبر پختونخوا سے ہوتے ہوئے شاہراہ ریشم سے ملتی تھی۔ ہمیں briefing میں یہ بتایا گیا کہ اس کو رتوڈیرو سے لے جایا جا رہا ہے، میں سمجھتا ہوں کہ اس کا وہ function نہیں رہے گا۔ میں آپ کے توسط سے اس ایوان کے تمام معزز ممبران کے گوش گزار کرنا چاہوں گا کہ ہم سب کی یہ کوشش ہونی چاہیے کہ اس road کو map کے مطابق لے جایا جائے تاکہ اس سے Central Asia تک اور خصوصاً China تک ہماری رسائی ہو جس سے لوگوں کو ایک بڑا روزگار ملے۔ آپ کا شکریہ۔

جناب چیئرمین: آپ کا شکریہ۔ جی سردار علی خان صاحب۔

سینیٹر سردار علی خان: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب چیئرمین صاحب! I had the honour of being part of the Committee which visited Gwadar. جناب! اس سلسلے میں باتیں ہو چکی ہیں، میں ایک دو منٹ لوں گا۔ میں نے وہاں پر جو دیکھا، سب سے پہلے یہ ہے

کہ بلوچستان میں ایک محرومی کی فضا ہے، اس کی basic وجہ یہ ہے کہ وہاں پر کچھ بھی نہیں ہو رہا۔ میں قائد ایوان راجہ صاحب کی اس بات پر توجہ چاہتا ہوں کہ موجودہ حکومت کے لیے ایک God gifted chance ہے، وہاں کے لوگ اس کے لیے wait کر رہے ہیں کہ وہاں پر کچھ نہ کچھ ہو۔ ہمیں گوادر پورٹ پر ایک report پیش کی گئی، انہوں نے جس وقت وہ report دی تو اس وقت ہم نے ان سے کہا کہ آپ ہمیں بتائیں کہ جب گوادر پورٹ بنائی گئی تو aims and objectives کیا تھے اور اب اس پر کیا ہو رہا ہے۔

جناب چیئرمین صاحب! میری ایک تجویز یہ ہے کہ آپ، قائد ایوان، کمیٹی کے چیئرمین اور وزیر خزانہ اس پر ایک meeting کریں، میری قائد ایوان سے گزارش ہے کہ جس بنیاد پر ہمارا visit ہوا تھا، وہ آپ کے ساتھ جائیں اور آپ کراچی سے start کریں۔ آپ وہاں پر Pakistan Navy کی facilities دیکھیں، ان کی کس قسم کی صلاحیت ہے، وہ کیا کر سکتے ہیں، ان کی کیا dedication ہے اور ان کی کتنی limitations ہیں۔ جناب چیئرمین صاحب! میں سمجھتا ہوں کہ ان ساری چیزوں کو دیکھنا بہت ضروری ہے۔ آپ اس کے بعد ان کی facilities کو دیکھیں، انہوں نے جو education کے سلسلے میں کام کیا ہے گو کہ ایک institution پورے صوبے کے لیے کافی نہیں ہے لیکن جو ان کی سوچ ہے، انہوں نے جو hospital بنایا ہے ، وہ دیکھنے کے قابل ہے اور اس کو appreciate کرنا بہت ضروری ہے۔ جناب چیئرمین صاحب! میں نے اس کے ساتھ ساتھ locally یہ دیکھا کہ گوادر میں ایک مکمل infrastructure موجود ہے جس میں ایک five star hotel, اور ایک port بنائی گئی، housing societies بنائی گئیں، وہاں پر local ship building کی ایک پوری industry ہے جس کے لیے Federal Government financing کا کوئی طریقہ بنائے۔ اس کے ساتھ ساتھ Provincial Government کا Federal Government کے ساتھ coordination بہت زیادہ ضروری ہے۔

جناب چیئرمین صاحب! میں سمجھتا ہوں کہ the point is not here that we are for point scoring اور اس لیے یہ سارے Members نہیں اٹھے لیکن یہ سارے Members اس لیے اٹھے کہ ہم نے وہاں پر دیکھا کہ وہاں پر potential بہت زیادہ ہے،

deprivation بھی بہت زیادہ ہے۔ اس بات کی ضرورت ہے کہ بلوچستان اور خاص طور پر گوادر کو بہت attention دی جائے۔ جی آپ کا شکریہ۔

جناب چیئرمین: آپ کا شکریہ۔ جی طلحہ محمود صاحب۔

سینیٹر محمد طلحہ محمود: جناب! آپ کا بہت شکریہ۔ میں بات کچھ اور کرنا چاہتا ہوں۔۔۔

جناب چیئرمین: آپ اس پر بعد میں بات کر لیں تاکہ اس بحث کو conclude کر لیں کیونکہ ابھی Defence Committee کے visit پر بحث کو conclude کرنا ہے، اس کے بعد اگر آپ کا کوئی point of order ہے تو آپ اس پر بات کر لیں۔

سینیٹر محمد طلحہ محمود: میں اسی حوالے سے تھوڑی سی بات کرنا چاہ رہا تھا کہ اس وقت سینیٹر مشاہد حسین سید صاحب کی کمیٹی گوادر گئی ہے اور اس نے جو contribute کیا ہے، میں اس کو بڑی appreciation کی نگاہ سے دیکھتا ہوں۔ اس میں سینیٹر مشاہد حسین صاحب کی بڑی contribution ہے، یہ ہمارے سینیٹ کے asset ہیں۔ انہوں نے پچھلے دنوں APA conference کرائی، میں اس کو بھی بڑی appreciation کی نگاہ سے دیکھتا ہوں۔ آپ اگر مجھے اجازت دیں تو میں اس وقت اصل بات کر سکتا ہوں؟

جناب چیئرمین: آپ پہلے اس issue کو conclude کر لینے دیں۔

سینیٹر محمد طلحہ محمود: میں سینیٹر مشاہد حسین سید کو بہت ستائش کی نگاہ سے دیکھتا ہوں۔

جناب چیئرمین: آپ کا شکریہ۔ جی حاجی عدیل صاحب۔

سینیٹر حاجی محمد عدیل: جناب چیئرمین! میں آپ کا مشکور ہوں کہ آپ مجھے بات کرنے کا موقع دے رہے ہیں۔

جناب چیئرمین: جناب! میں عموماً موقع دیتا ہوں۔

سینیٹر حاجی محمد عدیل: شکریہ۔ جناب چیئرمین! میں سب سے پہلے اپنی کمیٹی کے چیئرمین کا شکریہ ادا کروں گا کہ انہوں نے ہمیں موقع دیا۔ یہ صحیح کہا گیاہے کہ پاکستان کا مستقبل بلوچستان ہے، ہم بلوچستان کے متعلق ہمیشہ یہی سنتے آئے ہیں کہ پہاڑوں میں سونا ہے، چاندی ہے، تیل ہے، گیس ہے لیکن جب ہمیں اس کمیٹی کے توسط سے بلوچستان کے ساحل کی طرف جانے کا موقع ملا تو ہمیں پتا چلا کہ جس طرح انسانی جسم میں خون بہت important چیز ہے اسی طرح ملک میں پانی بھی ایک بہت important چیز ہے، وہ چاہے سمندر کا پانی ہو یا دریاؤں کا پانی ہو۔ دریا کے پانی سے بجلی پیدا کرسکتے ہیں اور سمندر کے پانی سے ساری دنیا سے رابطہ رکھ سکتے ہیں، پانی کے بغیر معاملہ نہیں چل سکتا۔ اللہ تعالیٰ نے ہمیں بہت بڑا ساحل عطا کیا ہے۔ جہاں تک نیوی کے role کا ذکر ہوا تو ان کی میں بھی تعریف کروں گااور کہوں گا کہ کاش ہمارے فوجی افسران نیوی سے کچھ سیکھیں اور cantonment میں civil and military relationship میں جو تناؤ ہے اسے ختم ہونا چاہیے۔ جس طریقے سے پاکستان نیوی نے گوادر اور وہاں کے ملحقہ علاقوں میں کام کیا ہے، وہاں پر ہسپتال اور schools بنائےاور بلوچستان کے بچوں کو مفت تعلیم مہیا کی گئی ہے، ہسپتالوں میں مفت علاج کی سہولت ہے۔

جناب چیئرمین! یہ سارا ملاحوں کا علاقہ ہے،وہاں پر ہم نے گوادر پورٹ بنایا، یہ ایک transit port کے طور پر بنا تھا کہ باہر سے جو سامان آئے وہ بجائے gulf کے علاقوں میں اترے، اسے یہاں store کیا جائے تو 600 کلومیٹر کافرق پڑجاتا ہے، اگرچہ موجودہ facilities کم ہیں اور اگر اسے transit port کے طور پر استعمال کیاجائے تو یہ ہماری لیے بہت بڑی کامیابی ہو گی۔ ہم گزشتہ پانچ سال سے رتوڈیرو روڈ کے بارے میں finance and P&D کی میٹنگ بار بار کررہے کہ اس پر 8,10 ارب روپے خرچ آتے ہیں اور اگر یہ روڈ بنا دی جائے تو سارے پاکستان کے لیے خصوصاً خیبر پختونخوا، گلگت بلتستان اور آزاد کشمیر سے گوادر کا راستہ مکمل ہو سکتا ہے لیکن ہمیں نہیں معلوم کے اس روڈ کے لیے 8 ارب کیوں خرچ نہیں کیے جا رہے، نہ وفاقی حکومت خرچ کرتی ہے اور نہ ہی صوبائی حکومت خرچ کرتی ہے۔

دوسرا مسئلہ fisheries کا ہے۔ وہاں جو teak سے کشتیاں بنتی ہیں، Burma teak باہر سے آتی ہے، ہم سمجھتے ہیں کہ ان لوگوں کے لیے Burma teak پر کسٹم ڈیوٹی وغیرہ ختم کی جائے تاکہ

وہاں پر industryقائم ہو۔ وہاں پر جو مچھیرے مچھلیاں پکڑتے ہیں وہ وہیں بڑے trawlers کو بیچ دیتے ہیں کیونکہ ان کے پاس facilities نہیں ہیں کہ وہ اپنا مال گوادر یا پسنی میں لا کر store کریں۔ ان کو شکایت ہے کہ سندھ سے جو بڑے trawlers آتے ہیں وہ بلوچستان کے پانی میں سے ساری مچھلیاں پکڑ کر لے جاتے ہیں۔ میں مانتا ہوں کہ سندھ بھی پاکستان کا حصہ ہے لیکن سوال یہ کہ اللہ نے یہ نعمت بلوچستان کے غریب لوگوں کو عطا کی ہے، اس کا فائدہ وہاں کے مچھیروں کو پہنچنا چاہیے، اگر یہی سلسلہ چلتا رہا تو سندھ اور بلوچستان کے درمیان ایک اور دیوار کھڑی ہو جائے گی۔ اس پر ہم یقیناً رپورٹ پیش کریں گے اور اگر آپ کا موڈ اچھا ہوا اور آپ نے ہمیں اجازت دی تو ہم اس پر مزید بات کریں گے۔ شکریہ۔

جناب چیئرمین: سینیٹر ہمایوں خان۔

سینیٹر محمد ہمایوں خان: شکریہ۔ جناب چیئرمین! یہ بڑی خوشی کی بات ہے کہ مشاہد صاحب کی قیادت میں ڈیفنس کمیٹی بلوچستان گئی۔ مشاہد صاحب پھر نمبر لے گئے، ان کی ہمیشہ valuable contribution ہوتی ہے اور وہ اس معاملہ میں بڑے efficient بھی ہیں۔ گوادر پاکستان کا future ہے، اگر گوادر پورٹ functional ہو جاتا ہے اور وہاں سارے roads وغیرہ بن جاتے ہیں تو اس راستے سے بہت بڑی trade ہو گی کیونکہ China کا جو outside world کے ساتھ trade ہے وہ 3.7 trillion dollar ہے اور اگر اس کا 10% بھی گوادر کے راستے ہوتا ہے تو 370 ارب ڈالر کا trade اس راستے سے ہوگا جبکہ ہمارا اپنا 50 trade ارب ڈالر کا ہے، یہ بلوچستان کے لیے بہت کارآمد ہو گا کیونکہ South China sea and Shanghai Port سے اس کا line distance بھی کم ہے، یہ China کے لیے بھی بہت مفید ہے۔ اس کا اصل فائدہ اسی وقت ہو سکتا ہے کہ جس پرانے روٹ کا رؤف صاحب نے ذکر کیا کہ گوادر سے تربت، پنجگور، ہوشاب، بسیمہ، سہراب، ژوب، کوئٹہ اور ڈی۔آئی۔خان اس راستے میں آئے، یہ تقریباً 2500 کلومیٹر کا distance بنتا ہے۔ اب اسے change کر دیا گیا ہے اور اس میں بلوچستان کا بہت کم portion آتا ہے، اس میں خضدار اور رتوڈیرو آتا ہے۔ پرانے روٹ سے across the Balochistan تمام بلوچ area اور پشتون area کو اس کا benefit ملتا ہے۔

جناب والا! بلوچستان میں نہ agriculture ہے، نہ industry ہے، نہ business ہے، یہی ایک بلوچستان کے لوگوں کے لیے lifetime opportunity تھی، یہ ایک game changer ہو سکتا تھا، اسے وہاں سے divert کر کے دوسرے علاقوں کو زیادہ فائدہ پہنچایا جا رہا ہے۔ پنجاب، سندھ اور خیبر پختونخوا میں تو پہلے ہی agriculture, business and industries ہیں۔ میں حکومت سے request کرتا ہوں کہ please look into this، اسے بلوچستان کے maximum علاقوں سے گزارا جائے تو یہ بلوچستان کے لیے feasible ہو گا۔ شکریہ۔

جناب چیئرمین: شکریہ۔ رفیق رجوانہ صاحب۔

سینیٹر محمد رفیق رجوانہ: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب چیئرمین! بلوچستان کے موضوع پر یہ گفتگو ہو رہی ہے تو میں کچھ جذباتی مناظر مختصراً اپنے اس ہاؤس سے share کرنا چاہتا ہوں۔ ہم پہلے بلوچستان کے بارے میں پڑھتے تھے اور اتفاقاً یہ کچھ لوگوں کا پہلا دورہ تھا۔ ہم مشاہد حسین صاحب کی سربراہی میں وہاں گئے، انہوں نے بہت اچھا conduct کیا اور وہاں پر لوگوں نے ہمیں بڑی اچھی briefing دی اور اس کے بعد مشاہد حسین صاحب نے اور باقی دیگر ممبران نے اپنے جذبات کا اظہار کیا تو we had seen a unity of Pakistan there.

ہم بلوچستان جانے سے پہلے Karachi Shipyard گئے، وہاں کے چیف نے ہمیں اپنی performance بتائی تو ہم حیران رہ گئے کہ انہوں نے کہا کہ وہ اتنا profit کما رہے ہیں کہ ہمیں کچھ نہیں چاہیے، we don't need the funds and anything, we want Government support and orders for ship building and other engineering services. وہ engineering کے کام میں bulldozer سے لے کر ship تک manufacture کر رہے ہیں، it was so encouraging. پاکستان نیوی نے as a host ہماری بہت خدمت کی اور اس دورے کو کامیاب بنایا۔ ہم نے بلوچستان میں نیوی اور public relation کا مظاہرہ بھی دیکھا۔ اورماڑہ میں ان کا ایک کیڈٹ سکول اور کالج ہے۔ میں جذبات کی بات کر رہا تھا کہ وہاں سٹیج پر بچوں کا ایک منظر پیش کیا گیا اور بلوچستان کا کلچر دکھایا گیا، اس کو دکھانے کا مقصد یہ تھا کہ بلوچستان کے لوگ کیا کرتے ہیں۔ چھوٹے چھوٹے بچے سٹیج پر آ گئے، ایک بچی آئی اس نے چھوٹی

سی چٹائی اٹھا رکھی تھی، وہ اسے بننے بیٹھ گئی۔ دوسرے بچے نے تھوڑی سی لکڑیاں اٹھا رکھی تھیں، وہ انہیں کلہاڑی سے کاٹنے لگ گیا۔ تیسرے بچے نے ٹوکری سے جال نکالا اور وہ مچھیرے کی طرح جال بننے بیٹھ گیا۔ دو بچیاں آئیں تو وہ کڑھائی کا کام کرنے لگ گئیں تو میں اپنے ساتھیوں سے کہہ رہا تھا کہ یہ اس صوبے کے باسی ہیں جس صوبے کے زیر زمین اربوں ڈالر کے خزانے دفن ہیں اور ان بے چاروں کا کاروبار یہ ہے۔ ان کا یہ حق بنتا ہے، وہ چٹائی بننے کے لیے پیدا نہیں ہوئے وہ صرف مچھیروں کا جال بنانے کے لیے پیدا نہیں ہوئے، وہ صرف لکڑیاں کاٹنے اور کڑھائی کرنے کے لیے پیدا نہیں ہوئے اور پھر جب ہم اس کو اپنے دوسرے صوبوں سے compare کرتے ہیں تو پھر یہ ہمارا فرض بھی بنتا ہے اور ہماری عرصہ دراز کی کوتاہی بھی سامنے آتی ہے کہ بلوچستان میں کیا ہوا اور لوگ کس طرح محروم ہیں۔ اس کے بعد دوسرا جذباتی منظر پاکستان کے جھنڈے کا تھا۔ بچے پاکستان کا جھنڈا لائے اس میں بلوچستان کے بچے بھی تھے اور کچھ اور علاقوں سے بھی آئے ہوئے تھے اور انہوں نے جس انداز سے گایا اس پرچم کے سائے تلے ہم ایک ہیں، ہم ایک ہیں تو اس معزز ایوان کے سامنے ایمانداری سے کہہ رہا ہوں کہ اس وقت فرط جذبات سے میری آنکھوں سے دو مرتبہ آنسو نکل آئے ایک مرتبہ اربوں ڈالر کے خزانے کے مالک اور ان کی حالت زار دیکھی پھر جب ان کا ترانہ سنا تو اس پر میرے دل میں بہت بڑا جذبہ پیدا ہوا کہ یہ پاکستانی ہیں، پاکستان سے محبت کرتے ہیں مگر ان کی ناراضگیاں جائز ہیں، ان کے حقوق انہیں دلانے چاہییں اور پاکستان نیوی نے وہاں جو کام کیا ہے ان کے ساتھ عوام کی دوستی، وہاں کی بچیاں وہاں پڑھا رہی ہیں، وہاں کی بچیاں ہسپتال میں کام کر رہی ہیں۔ ہم PC Hotel میں گئے ہوٹل والوں سے ہم نے پوچھا، ہمارا پہلا سوال یہ ہوتا تھا کہ بلوچستان کے کتنے بندوں کو آپ نے ملازمت دی ہے، انہوں نے کہا کہ ہم نے اسی آدمیوں کو ملازمت دی ہے۔ انہوں نے کہا کہ ہم نقصان کے باوجود بلوچستان کے لوگوں کو یہاں ملازمت دے رہے ہیں اور جب بھی بات ہوتی تھی حاجی عدیل صاحب! سب سے پہلے یہ بات کرتے تھے کہ یہ بتائیں ان کاموں میں بلوچستان کے کتنے لوگوں کو آپ ملازمت دے رہے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ گوادر کے حوالے سے ہمیں جو بریفنگ دی گئی، ہم وہاں بڑے بڑے خیالات کے ساتھ گئے تھے تو جب جہاز سے ہی ہم نے گوادر کا حال دیکھا تو ہم نے پوچھا گوادر کہاں ہے تو انہوں نے کہا کہ یہی گوادر ہے۔ کالونیاں بنی ہوئی ہیں، سڑکیں بنی ہوئی ہیں کوئی چیز نہیں ہے۔ سڑک جو اس کو link کرنی ہے جیسے حاجی عدیل صاحب نے کہا یہ Port link کرے گی Central Asia کو اور درمیان میں سڑک نہیں بن رہی ہے۔ پانی کا انتظام نہیں ہے۔ وہاں جو Managing Director or

Deputy Managing Director تھے انہوں نے بریفنگ دی تو میں نے ان سے پوچھا کہ Chinese کیوں نہیں آ رہے، چینی فرم نے سنگاپور پورٹ اتھارٹی سے شیئر خریدے تھے تو انہوں نے کہا کہ یہاں infrastructure نہیں ہے، پانی نہیں ہے، انٹرنیٹ کی سہولت نہیں ہے، ٹیلیفون کا مسئلہ ہے۔

جناب چیئرمین! میں یہ گزارش کروں گا کہ بلوچستان ایسا کماؤ پوت ہے اس کو تھوڑی push دے دیں وہ سارا خزانہ نیچے سے نکال کر دیگا، ہمت کریں وہ پاکستان کی تقدیر بدل دے گا باقی صوبوں کی نسبت۔ میں آپ سے گزارش کروں گا کہ آپ اس پر کوئی ایسا لائحہ عمل اختیار کیا جائے کہ ہماری کمیٹی کا جو دورہ ہے مشاہد حسین صاحب کی سربراہی میں اس کا کوئی نتیجہ نکلے ورنہ تو ایسے ہی سیر کرنے گئے اور سیر کر کے گئے تو اس کا کوئی فائدہ نہیں۔ بہت مہربانی۔

جناب چیئرمین: شکریہ۔ جی محسن لغاری صاحب۔

Senator Muhammad Moshin Khan Leghari: Thank you Mr. Chairman, I will try to be very brief and to the point. Most of things have been addressed by my colleagues

initiative of taking the Defence Committee to the مشاہد صاحب کا یہ Naval Installations I think eye opener for all of us بہت ساری چیزیں دیکھنے کو ملیں اور مجھے وہاں پر جس چیز نے سب سے زیادہ hit کیا جس کو ابھی تک کسی نے touch نہیں کیا وہ یہ کہ ہم inward دیکھ رہے ہیں اور باہر کا جو potential ہے اس کی طرف ہماری نظر نہیں جا رہی۔ ہمارے Sea routs اور ہمارے trade lines کی protection اور ان کے دفاع کی جو ذمہ داری نیوی کے اوپر ہے اور کتنا بڑا ایک ریجن ہے جو ان کے پاس ہے جس کو انہوں نے look after کرنا ہے اور unfortunately اس وقت Defence کی resource allocation ہوتی ہے تو Navy being smaller force, smaller branch of the Defence force doesn't get the resources that it should be getting. اور جو ان کے اوزار ہیں وہ اتنے capital incentive ہیں کہ جو amount ان کو allocate کی جاتی اس کے ساتھ وہ شاید نہیں چل سکتے۔ ہم

دیکھتےہیں کہ ہماری submarines کی جو حالت تھی۔ہمارے ہاں submarines اتنی پرانی ہو چکی تھیں جو ہم نے acquire کی تھیں یا باقی جو ہماری battle preparedness ہے انہوں نے ان کو running تو رکھا ہوا ہے، وہ اس وقت اپنا ایک function کر تو رہی ہیں لیکن کیا باقی ہم دنیا کی بحریہ جو ہمارے ریجن میں ہیں ان کے ساتھ compete کرنے کی position میں ہیں؟ میں number game کی بات نہیں کر رہا لیکن ہم اپنی ٹیکنالوجی میں اور اپنے preparedness میں اور اپنی strike capability میں وہ function ہم پورا کر سکیں گے۔اس سلسلے میں ہم اپنی ڈیفینس کمیٹی کی رپورٹ کے اندر بھی اس چیز کو highlight کریں گے اور میرا خیال تھا کہ جب باقی باتیں ہو رہی ہیں تو

this is one element that also needs to be addressed. Thank you very much.

جناب چیئرمین: حسیب خان صاحب۔

سینیٹر عبدالحسیب خان: شکریہ جناب چیئرمین۔ گوادر پورٹ کی بات ہو رہی ہے جو بہت ہی اہم ہے کیونکہ اس کے ساتھ ایک پورا پیکج ہے اس کے resources اور اس کو کس طرح استعمال کرنا ہے اور اس کے ساتھ ہم نے کیا کرنا ہے۔میری سمجھ میں یہ بات نہیں آ رہی اور میں آپ سے درخواست کروں گا کہ جب مشاہد صاحب یہ report lay کردیں گے اور انہوں نے جو کام کیا ہے وہ یقینی طور پر قابل ستائش ہے لیکن جب تک وہ رپورٹ میرے سامنے نہیں آتی تو میں اس پر کیسے کوئی رائے دے سکتا ہوں۔ میں چاہوں گا اور اگر آپ مجھے اجازت دیں تو اس کے بعد میں اس پر بات کروں۔جب رپورٹ پیش ہو جائے تو مجھے اور باقی لوگوں کو بھی اجازت دیں گے ہم اس پر بات کریں۔Point of Order پر تو بات نہیں ہو سکتی۔

جناب چیئرمین: شکریہ۔ جی رضا ربانی صاحب۔

سینیٹر میاں رضا ربانی: گوادر کا Point of Order ختم ہو گیا ہے تو میں اپنی بات کروں۔میرا دوسرا Point of Order ہے۔

جناب چیئرمین: جی۔رضا ربانی صاحب۔

Regarding Redundancy of the Parliament

سینیٹر میاں رضا ربانی: شکریہ جناب چیئرمین۔ مجھے آپ کے توسط سے ایک بار پھر یہ بات بڑے افسوس سے کہنی پڑ رہی ہے کہ موجودہ حکومت پارلیمان اور پارلیمانی اداروں کو اور پارلیمان کی Standing Committees کو isolate کر رہی ہے اور ان کو back burner پر رکھا جا رہا ہے اور اگر میں یہ کہوں کہ پارلیمنٹ کو ایک حد تک redundant کیا جا رہا ہے تو شاید یہ غلط نہیں ہوگا۔ ہم نے دیکھا کہ جب National Security Policy کی بات ہوئی تو پارلیمان کو یا پارلیمان کی کمیٹیوں کو اعتماد میں نہیں لیا گیا اور نہ ہی ان کی آراء لی گئی اور کل کابینہ میں جانے سے پہلے National Security Policy کو ایک حد تک میڈیا میں تو leak کر دیا گیا لیکن پارلیمان میں اس پر بحث یا پارلیمان کی input لینا مناسب نہیں سمجھا گیا۔ اسی طرح جب موجودہ صورت حال جس میں طالبان کے ساتھ گفت و شنید کا مسئلہ تھا اس وقت کم سے کم سینیٹ نے کئی بار یہ بات کہی کہ in House or in camera پارلیمنٹ کا اجلاس بلایا جائے اور تمام stakeholders کو اعتماد میں لیا جائے لیکن نہ صرف مشترکہ اجلاس نہیں بلایا گیا بلکہ وزیراعظم نے بھی یہ گوارا نہیں کیا کہ وہ سینیٹ کو آکر بریف کریں۔ اسی طرح جب ایک سیاسی جماعت کے لیڈر نے کہا کہ آپریشن کی کامیابی کا صرف چالیس فیصد امکان ہے اور وزیراعظم کو quote کر کے کہا گیا پھر بھی ہمارا مطالبہ تھا کہ وزیراعظم ایوان میں آکر clarify کریں لیکن راجہ صاحب کو وہ ذمہ داری دی گئی and I have a lot of respect for him لیکن

Raja *sahib* was not a member of that Committee. Under the Constitution and after the 18th Amendment, the Prime Minister and his Cabinet are answerable to the Senate as well but the Prime Minister avoids to come.

ہماری آج پھر یہ demand ہے کہ موجودہ سیاسی صورتحال جس میں گومگو کا عالم ہے کہ operation ہو رہا ہے یا نہیں ہو رہا، talks ہو رہی ہیں یا نہیں ہو رہیں، پارلیمان کا ایک in-camera session بلایا جائے اور پارلیمان کو confidence میں لیا جائے۔

پاکستان کی فارن پالیسی میں ایک major policy shift لائی گئی۔ نہ پارلیمان کی دفاعی کمیٹیوں کو، نہ پارلیمان کی خارجہ امور کی کمیٹی کو اور نہ ہی پارلیمان کو confidence میں لیا گیا۔ That is a major shift in Pakistan's foreign policy and that is with reference to Syria. آپ نے Syria سے متعلق جو بات joint communiqué میں کی ہے، جس میں آپ نے transitional government کی بات کی ہے، اگر آپ اس کی implications سمجھیں تو اس کا مطلب یہ ہے کہ آپ regime change کو external forces کے ذریعے recognize کر رہے ہیں جبکہ regime change کو پاکستان نے آج دن تک recognize نہیں کیا تھا۔ Regime change کے external factors اور implications اپنی جگہ لیکن داخلی طور پر بھی اس کی بڑی لمبی اور دور رس ramifications ہو سکتی ہیں۔ آپ نے یہ major policy shift لیا۔

پھر یہ بات بھی چل رہی ہے اور پارلیمان کو اس کے متعلق confidence میں لیا جائے کہ آپ Syria کے اندر ہتھیار دینے کے بارے میں بھی سوچ رہے ہیں۔ اگر آپ Syria میں موجود actors کو ہتھیار فراہم کریں گے تو وہ واپس یہاں اس region میں بھی آسکتے ہیں۔ آپ نے تاریخ سے سبق نہیں سیکھا۔ آپ ضیاءالحق کی پالیسی کو دوبارہ ایک دوسرے روپ میں جنم دینے کی کوشش کر رہے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ اتنا major policy shift without taking Parliament into confidence بہت ہی نامناسب ہے۔ ہم نے اس سلسلے میں ایک motion کے بارے میں آج کی ہاؤس بزنس ایڈوائزری کمیٹی میں بھی بات کی ہے اور کہا ہے کہ فارن پالیسی اور particularly اس issue کو discuss کیا جائے۔ میری پھر آپ کے ذریعے حکومت سے استدعا ہے کہ پارلیمنٹ کا in-camera session call کیا جائے اور ان دو issues کو جو ایک حد تک intra-related ہیں، the policy shift in Syria and the present prevailing situation vis-à-vis the dialogue with the Taliban ان دونوں کو discuss کیا جائے۔ تمام stakeholders کو وہاں بلایا جائے اور یہ بات کی جائے۔

جناب چیئرمین: کامل علی آغا صاحب۔

سینیٹر کامل علی آغا: شکریہ، جنابِ چیئرمین۔ میاں صاحب نے جو دو points اٹھائے ہیں، میں عرض کرنا چاہوں گا کہ ہاؤس بزنس ایڈوائزری کمیٹی کی میٹنگ میں discuss ہو گیا تھا کہ ان دو issues پر motions ہاؤس میں آئیں گے، ان پر debate ہو گی اور پھر open debate کے بعد حکومت کو موقع دیا جائے گا کہ وہ اپنی پوزیشن بیان کرے اور پارلیمنٹ کو اعتماد میں لے۔ میرے خیال میں وہی طریقہ adopt کیا جائے جو decide ہوا تھا۔ اس میٹنگ میں ہمارے قائدِ ایوان، قائدِ حزبِ اختلاف اور تمام parties کے پارلیمانی لیڈرز وہاں موجود تھے، جب یہ decide ہوچکا ہے تو اس کے مطابق چلا جائے، میرے خیال میں وہ بہتر ہوگا۔ آئندہ دو تین دن اس پر باقاعدہ بحث کی جائے، تمام سینیٹر صاحبان کو موقع دیا جائے کہ وہ بات کریں، detailed discussion ہو، اس کے بعد حکومت اپنی پوزیشن explain کرے۔

جنابِ چیئرمین: افراسیاب خٹک صاحب۔

Regarding Terrorist Attack in Peshawar

سینیٹر افراسیاب خٹک: شکریہ، جنابِ چیئرمین۔ میں بھی اس معزز ایوان کی توجہ اس واقعے کی طرف دلانا چاہتا ہوں جو آج پشاور میں ہوا ہے۔ پشاور کے یونیورسٹی ٹاؤن میں ایرانی قونصل خانے پر دہشت گردوں کا حملہ ہوا ہے، اس کی حفاظت کرتے ہوئے ہمارے فرنٹیئر کانسٹیبلری کے دو جوان شہید ہوئے ہیں۔ اس کے دو پہلو ہیں۔ ایک تو یہ ہے کہ جو پشاور کی امن و امان کی صورت حال ہے، ہماری اطلاع کے مطابق جو کہ کافی موثر اور authentic ذرائع ہیں، موجودہ حکومت نے پشاور شہر کے اندر اور گرد و نواح میں 148 چیک پوسٹیں ہٹائی ہیں جس کی وجہ سے دہشت گردوں کو شہر میں گھس کر کارروائی کرنے کی بہت آسانی ہوئی ہے۔ اس طرح پشاور کو ایک طرح سے بھیڑیوں کے آگے ڈال دیا گیا ہے۔ بدقسمتی سے وفاقی حکومت بھی اس بات سے کافی مطمئن ہے کہ چونکہ پنجاب میں حملے نہیں ہورہے جبکہ پشاور میں ہوتے رہیں۔

دوسرا پہلو اس معاملے کا یہ ہے کہ ایرانی قونصل خانے پر ایسے وقت میں حملہ ہوا ہے جب ایسے معلوم ہورہا ہے کہ ہم سعودی influence پر اتنا آگے جارہے ہیں کہ شاید Middle East کے تنازع میں پھنسنے جارہے ہیں۔ اب دیکھیے، افغانستان سے ہم نکلے نہیں ہیں، افغانستان کے واقعات کے

باعث ابھی تک ہمیں جان کے لالے پڑے ہوئے ہیں، ابھی تک مجاہدین، ہتھیار، جہاد، تکفیری وغیرہ، یہ تمام چیزیں ہمارے گلے پڑے ہوئی ہیں جبکہ ہم ایک نئی جنگ کی طرف بڑھ رہے ہیں۔ خدا نخواستہ، اگر ہم نے Syria میں مداخلت کی تو یہ ایک طرح سے خودکشی ہوگی، اپنے ملک میں خانہ جنگی کو دعوت دینے والی بات ہوگی اور دوسرے علاقوں کی جنگوں کو اپنے ملک میں لانے والی بات ہوگی۔ It will be a recipe for disaster. اس لیے جو کچھ میرے ساتھیوں نے کہا ہے، میں اس کی تائید کرتا ہوں۔

میں سمجھتا ہوں کہ اگر پرائم منسٹر صاحب پورے پارلیمانی سال کے دوران سینیٹ میں تشریف نہیں لاتے تو ایک طرح سے وہ ایک ریکارڈ قائم کرلیں گے۔ ان کا نام گنیز بک آف دی ورلڈ ریکارڈ میں آجائے گا۔ اگر ایک elected leader پارلیمنٹ کے ایک حصے کا پورے پارلیمانی سال کے دوران مکمل بائیکاٹ کریں گے تو میرے خیال میں وہ ایک تاریخ تو رقم کرلیں گے لیکن it will be a dubious distinction for democracy in this country. شکریہ۔

جناب چیئرمین: طلحہ محمود صاحب! آپ پوائنٹ آف آرڈر کے لیے کہہ رہے تھے، آپ بات کرلیں۔

Regarding Development Fund

سینیٹر محمد طلحہ محمود: بہت شکریہ۔ جناب چیئرمین! میں بات یہ کرنا چاہتا تھا کہ parliamentarians کے حوالے سے ایک بہت بڑا مسئلہ درپیش ہے۔ سینیٹ کے ہر ممبر کو ایک development fund ملتا تھا، آج لگ بھگ آٹھ مہینے گزر چکے ہیں لیکن development funds ارکان کو نہیں مل رہے۔ میں یہ نہیں کہتا کہ ہمیں وہ funds ضرور دیے جائیں لیکن حکومت نے ہمیں ایک بڑے عجیب سے مسئلے سے دوچار کردیا ہے، پبلک سمجھتی ہے کہ ہمارے پاس funds ہیں، وہ مختلف اسکیمیں لے کر آتے ہیں اور ہمارے لیے مسائل کھڑے کرتے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ یا تو حکومت ایک proper اعلان کردے کہ کسی سینیٹر کو فنڈ نہیں ملے گا، اس فیصلے کا میڈیا میں بھی اعلان کردیا جائے تاکہ ہماری جان چھوٹ جائے یا پھر وہ فنڈ proper time پر دیا جائے۔ آج آٹھ مہینے گزر گئے ہیں لیکن صورت حال واضح نہیں ہے۔ یہ بات میں آپ کے knowledge میں لانا چاہتا ہوں اور آپ کے توسط سے اپنے بھائیوں کے علم میں بھی لانا چاہتا ہوں۔ ہمارے قائدِ ایوان بھی موجود ہیں، اگر اس

سلسلے میں ان کی کوئی پالیسی ہے تو مہربانی کرکے ایوان کو مطلع کردیں۔ اگر نہیں تو میں نے جو تجویز دی ہے، اسے implement کروا کر یہ اعلان کرادیں کہ کسی کو کوئی فنڈ نہیں ملے گا۔

جناب چیئرمین: راجہ ظفر الحق صاحب، لیڈر آف دی ہاؤس۔

Assurance by Senator Raja Muhammad Zafar-ul-Haq (Leader of the House) regarding Policy Shift in Syria and regarding talks with Taliban.

سینیٹر راجہ محمد ظفر الحق: شکریہ، جناب چیئرمین! سب سے پہلے میں یہ گزارش کروں گا کہ ایوان کی کارروائی ایسے طریقے سے چلانی چاہیے جیسے اس کے rules ہیں۔ اگر کسی نے call attention notice دینا ہے تو وہ point of order پر کھڑے ہو کر بات نہ کرے بلکہ اس کو باقاعدہ in writing پیش کرے، وہ متعلقہ وزیر کو دی جائے اور پھر وہ وزیر آکر اس کا جواب دے۔ ان کے دو points تھے جن میں ایک یہ تھا کہ پاکستان کی خارجہ پالیسی میں کوئی بڑی policy shift آگئی ہے، میرے خیال میں یہ بعض حلقوں کی طرف سے ایک پروپیگنڈے کی بات ہے۔ میں نے اسے دیکھا ہے کہ حکومت میں قطعاً کوئی ایسی سوچ نہیں ہے کہ وہ کسی دوسرے ملک کے معاملات میں مداخلت کرے اور وہ بھی فوجی مداخلت کرنا یا اس معاملے کو زیادہ بھڑکانے کی کوشش کرنا، یہ غلط impression ہے۔ ایک عام انسان بھی سمجھ سکتا ہے کہ اس خطے پر اس کے کیا اثرات مرتب ہوں گے اور خود پاکستان پر اس کے کیا اثرات مرتب ہوں گے؟ میں نے کئی مرتبہ یہ کہا ہے کہ اس وقت Syria میں جو tension چل رہی ہے، وہ باقی جگہوں کی regime change, Arab spring یا اس قسم کے معاملات سے قطعاً مختلف ہے، وہ اس قسم کی نہیں ہے۔ اس لیے I assure the House کہ خارجہ پالیسی میں قطعاً کوئی تبدیلی میں نہیں آئی، بالخصوص اس بات کی نہیں ہے کہ وہ کسی کے اثر میں آکر ایسی کارروائی کی جائے جس سے نہ وہ مسئلہ حل ہو بلکہ اس خطے میں مزید tension پیدا ہو اور پھر اس کے اثرات خود پاکستان پر ایسے مرتب ہوں کہ جیسے ہمارے پاس پہلے ہی بے شمار مسائل ہیں اور ہم ان میں اضافہ کریں۔ So I assure the House کہ قطعاً کوئی ایسی policy shift نہیں ہے۔

جناب چیئرمین! انہوں نے دوسری بات فرمائی ہے کہ طالبان کے ساتھ مذاکرات ہو رہے ہیں یا نہیں ہو رہے، وہ ایوان میں آکر بتائیں یا ایک Joint Session بلائیں جو in camera ہو، وہ اس پر حکومت کی position واضح کریں اور باقی لوگوں کو بھی موقع ملے۔ یہ تجویز ایک اور صاحب نے بھی دی تھی، I will bring it to the notice of the Prime Minister اور میں سمجھتا ہوں کہ یہ ایک بہتر تجویز ہے۔

Observation by Mr. Chairman regarding points of order.

جناب چیئرمین: شکریہ، راجہ صاحب! جیسے آپ نے فرمایا کہ points of order پر ایسی باتیں نہ ہوں، certainly میں تو کوشش کرتا ہوں لیکن پھر بہت ساری grievances میرے خلاف ہو جاتی ہیں۔ حاجی عدیل صاحب کہتے ہیں کہ آپ ہمیں بات کرنے کا موقع نہیں دیتے، obviously جس طرح House Business Advisory Committee میں آپ کے درمیان طے ہوا، اگر important issues ہیں تو پھر

the Parliamentary Leaders should look into it and they should ask their members that what is the time to raise a point of order and how a calling attention notice can be asked? It is up to the Parliamentary Leaders I can not teach, I am not a teacher sitting here, I can only suggest to the honourable members.

جی حاجی عدیل صاحب۔ آپ point of personal explanation پر آجائیں۔

سینیٹر حاجی محمد عدیل: جناب چیئرمین! آپ نے میرا نام لیا اور میں آپ سے personal explanation مانگوں گا کہ میں نے کب اور کن اوقات میں یہ کہا ہے، مجھے وہ details دے دیں؟

Further Discussion on the Motion regarding Power Shortage in the Country and its effects on the Economy.

جناب چیئرمین: آج ہی اسی sitting میں آپ نے کہا، آپ record نکال کر دیکھ لیں۔ شکریہ۔ طلحہ محمود صاحب! آپ کا Sr. No. 5 پر motion تھا۔

we may now take up Item No. 5 regarding discussion on the following motion moved by Mr. Muhammad Talha Mehmood on 17th February, 2014:

> "The House may discuss the issue of power shortage in the country and its subsequent effects on the economy".

Talha *Sahib*, we discussed that and you still want to discuss this issue in this Session also?

سینیٹر محمد طلحہ محمود: جناب چیئرمین! یہ بہت important issue ہے۔

Mr. Chairman: Although this is important, nobody is denying the importance of this issue but point is this that we discussed this in the last sitting of the Session for several days. Raja *Sahib*! there is another point

کہ جب بھی کوئی معزز ممبر اپنا motion move کرتا ہے،

he must consult his leadership also because today I have received another adjournment motion which was already discussed in the last Session and then I will suggest to the honourable members that please have a discussion with the Parliamentary Leader, whether you intend to move any motion or not? So that should be the practice between the party members also.

اس لیے ابھی یہ previously discuss ہوا ہے، if the House wants to discuss it, I have got no objection for that.

سینیٹر محمد طلحہ محمود: آپ صرف مجھے موقع دے دیں۔

جناب چیئرمین: جی آپ بات کر لیں۔

سینیٹر محمد طلحہ محمود: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب چیئرمین! سب سے پہلے میں آپ کا شکر گزار ہوں کہ آپ نے اس موضوع پر بات کرنے کا موقع دیا۔ جناب چیئرمین! یہ بہت ہی important مسئلہ ہے اور جیسے آپ ابھی ذکر کر رہے تھے کہ یہ پہلے discuss ہو چکا ہے، آپ بار بار کیوں discuss کریں گے، یہ تو بار بار discuss ہو گا، روزانہ ہو گا، ہفتے میں ہو گا، مہینے میں ہو گا کیونکہ جب تک بجلی کا مسئلہ ختم نہیں ہو گا یہ بار بار discuss ہو گا۔ اس لیے میں سمجھتا ہوں کہ انہیں اس مسئلے کو priority پر ختم کرنا چاہیے۔ بجلی کی shortage ہو گی، آپ کی industry نہیں چلے گی، آپ کی معیشت آگے نہیں بڑھے گی اور اس سے جرائم بڑھیں گے، آپ کے جیلوں کی تعداد بڑھتی رہے گی۔ پچھلے دنوں میری صوبہ پنجاب سے تعلق رکھنے والے آئی جی جیل خانہ جات سے بات ہو رہی تھی تو انہوں نے بتایا کہ اب تو جیلوں میں قیدیوں کو رکھنے کی جگہ تک نہیں ہے۔ آپ نے ابھی GSP plus agreement کیا ہے، آپ اس کا فائدہ کیسے اٹھائیں گے؟ آپ کے پاس بجلی نہیں ہے اور آپ بجلی کے بحران پر کیسے قابو پائیں گے؟ آپ کے پاس اس کے لیے کوئی صحیح منصوبہ ہے؟ سننے میں تو آتا ہے کہ حکومت اس پر بہت کارروائی کر رہی ہے، مختلف معاہدے کر رہی ہے لیکن جب ہم physically ground پر آتے ہیں تو وہاں ہمیں لوڈشیڈنگ اور اسی طرح کے مسائل ملتے ہیں۔

جناب چیئرمین! کسی بھی ملک میں law and order کا براہ راست تعلق معاشیات سے ہوتا ہے۔ اگر آپ کے law and order کی situation خراب ہو گی تو آپ کی معیشت مزید نیچے جائے گی۔ لوگ بے روزگار ہوں اور جب لوگ بے روزگار ہوں گے تو crimes کی طرف متوجہ ہوں گے، جب وہ crimes کی طرف متوجہ ہوں گے تو آپ کے ملک میں مزید معاشی بحران آئے گا۔ جناب والا! میں سمجھتا ہوں کہ ہم اس وقت IMF اور مختلف اداروں کی جو کڑی شرطیں مان رہے ہیں، ان کی بھی وجہ یہی ہے کیونکہ ہماری industry بند پڑی ہے۔ جو industry three shifts پر چلتی تھی اب وہ بھی ایک یا

دو shifts پر آ گئی ہے بلکہ میں سمجھتا ہوں کہ بہت ساری ایسی industries ہیں جو اس وقت بند پڑی ہیں۔

جناب والا! توانائی کے بحران کی وجہ سے سب سے اہم مسئلہ یہ ہے کہ پاکستان میں سرمایہ کاری رک چکی ہے اور already جہاں سرمایہ کاری تھی، وہ لوگ بھی یہاں سے shift ہو رہے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس حوالے سے حکومت کو اپنے موقف یا اپنے programme پر پارلیمنٹ کو اعتماد میں لینا چاہیے اور اسے عوام کے سامنے لانا چاہیے۔ اس کے ساتھ ساتھ انہوں نے بجلی کے جو نرخ بڑھائے ہیں اور یہ مسلسل بڑھاتے جا رہے ہیں، اس سے اگر آپ industrial level پر دیکھیں تو آپ کی cost increase ہو جاتی ہے اور جب cost increase ہو گی تو پھر دوسرے ملکوں سے کیسے مقابلہ ہو گا؟ آپ کس طرح اپنی exports کو بڑھا سکیں گے؟ آپ کا import bill بڑھتا جا رہا ہے۔ اس وقت ملک میں زیادہ رجحان trading کی طرف ہے کہ لوگ trading کی طرف جا رہے ہیں، industry کی طرف نہیں جا رہے اور اس کی سب سے بڑی وجہ توانائی کا بحران ہے۔

جناب والا! اگر ہمارے ہاں بے روزگاری کم ہو گی تو اس سے ہمارے ملک میں امن و امان بڑھے گا، ہماری law and order situation بہتر ہو گی اور لوگ اپنے کاموں کی طرف متوجہ ہوں گے۔ جناب والا! میں زیادہ وقت نہیں لوں گا کیونکہ آپ نے شروع میں already ذکر کیا ہے کہ اس پر بہت زیادہ بحث ہو چکی ہے اور سینیٹ کا وقت بہت قیمتی ہے۔ میں آخر میں صرف ایک بات کرنا چاہتا ہوں کہ اگر یہ اس بات میں ہمیں اعتماد میں لے لیں تو اس سے کافی بہتری آنے کا بھی chance ہے اور اس سے سینیٹ بھی مطمئن ہو گا۔ میں سمجھتا ہوں کہ Minister for Water & Power Parliament میں تشریف لائیں اور بتائیں کہ بجلی کی کمی کو دور کرنے کے لیے وہ کیا اقدامات کر رہے ہیں؟

بجلی کی کمی دور کرنے کے چار طریقے ہیں جن میں ہائیڈل، solar, coal سے اور wind سے بجلی پیدا ہوتی ہے۔ نیوکلیر بجلی بھی پیدا ہوتی ہے لیکن اس میں کافی restrictions ہیں۔

جناب چیئرمین: یہ باتیں جو آپ نے اور دیگر حضرات نے refer کی ہیں یہ تو government کے علم میں ہیں. anything new that can be appreciated really.

سینیٹر محمد طلحہ محمود: میں اسی طرف آرہا ہوں جی۔ میرے چند جملے پورے ہوجائیں، میرا خیال ہے آپ کافی annoyed بھی ہو رہے ہیں۔ آپ کو annoyed نہیں ہونا چاہیے، یہ ہمارے ملک کا بہت بڑا مسئلہ ہے۔ یہ میرا مسئلہ نہیں ہے بلکہ عوام کا مسئلہ ہے۔ میں یہ بات کرنا چاہ رہا ہوں کہ وزیر محترم یہاں تشریف لائیں۔ ان پانچوں طریقوں میں سے جس طریقے سے بھی ان کے بجلی بنانے کے منصوبے یا پروگرام ہیں، وہ باقاعدہ آکر بتائیں۔ جیسے یہ کہہ رہے ہیں کہ نندی پور پراجیکٹ اس سال تعمیر ہوجائے گا۔ پارلیمنٹ کے اندر باقاعدہ اس کی projected date دیں اور یہ بتائیں کہ اس بحران کو یہ کیسے ختم کریں گے؟ صرف یہ کہہ دینا کہ ہم یہ کام کررہے ہیں، وہ کام کررہے ہیں، ہم ایسے کرلیں گے اور اس سے ہم بجلی کی کمی دور کرلیں گے۔ یہ ایسے نہ چلیں بلکہ ایک ٹھوس پروگرام with targeted date بتائیں کہ اس تاریخ تک ہم اتنے میگاواٹ بجلی یہاں سے حاصل کریں گے اور فلاں تاریخ تک ہم اتنی بجلی فلاں پراجیکٹ سے حاصل کریں گے۔ اس سے متعلقہ وزارت bound بھی ہو گی اور لوگ بھی مطمئن ہوں گے اور لوگوں کو ایک hope بھی ملے گی۔ بہت شکریہ جی۔

Mr. Chairman: Any Minister intends to respond to this issue?

Senator Raja Muhammad Zafar-ul-Haq: No sir.

Mr. Chairman: OK, the motion has been talked out. Raja *sahib,* as we decided in the Business Advisory Committee that session will be in the morning but I have got the information and Minister for Parliamentary Affairs says that tomorrow in the morning is the cabinet meeting. So, we will have session in the evening.

The House Stands adjourned to meet again on Tuesday, the 25th February 2014 at 2.30 p.m.

[The House was then adjourned to meet again on Tuesday, the 25th February, 2014 at 2.30 p.m.]